

# شمس الاسلام

ماہنامہ

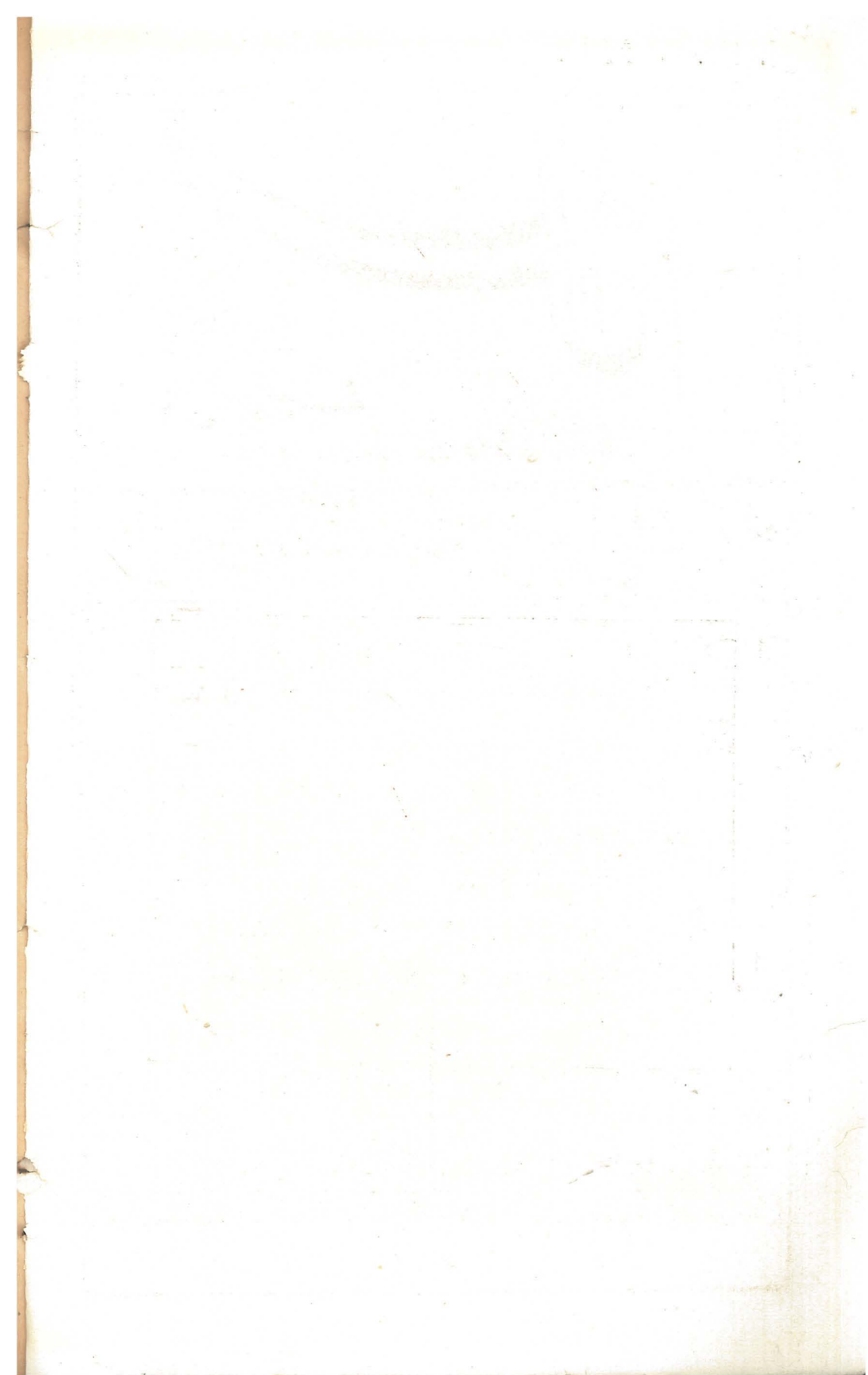


حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی  
امیر حزب انصار جمعیہ  
پنجاب

افتخار احمد گوی

سالار احمد

تحت ادارہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# شمس الام

مقام اشاعت

جامع مسجد مصیبر

سالانہ چندہ عمر ملک برصغیر علی مالک غیر سے عمار

جلد اباب مامی ۱۹۳۹ء مطابق بیع الاول ۱۳۵۸ھ نمبر ۵

نمبر شمار	فہرست	مضامین	نمبر صفحہ
۱	سورہ فیل کی تفسیر اور علامہ فراہی (تفسیر القرآن)	جناب مولانا محمد عالم صاحب آسی امرتسر	۲
۲	باب الحدیث (نشرات)	(ادارہ)	۴
۳	حضرت عیسیٰ کا رفیع آسمانی	جناب مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسر	۹
۴	محکم	مولانا محمد حسین صاحب شوق پلاٹوی	۱۱
۵	نور الفت	غلام حسین صاحب شاہر صدیقی	۱۳
۶	اشیہ، جو گالیاں دینا فرض سمجھتے ہیں،	(ماخوذ)	۱۴
۷	انصار المسلمین ٹیکسلہ و ہزارہ کاشانہ اذاعتادہ	سیکریٹری صاحب انجمن انصار المسلمین ٹیکسلہ	۱۹
۸	اختمار		
۸	قصو میں نینوں پر نظام کی داستان	سیکریٹری صاحب انجمن انصار المسلمین قصور	۲۱
۹	عرض حال	(ادارہ)	۲۳
۱۰	کشف التلبیس جلد دوم سلسلہ اشاعت گذشتہ	حضرت مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب گیا	۱۲۹ تا ۱۳۳

اس جگہ سرخ نشان کا مطلب یہ ہے کہ پکا چندہ ختم ہو چکا ہے براہ کرم سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمادیں

نیچر

# سورہ فیل کی تفسیر اور علامہ فراہی

الحمد لله وحده والصلاة على من لا نبي بعده

سلسلہ اشاعت ماہ مارچ ۱۹۳۹ء

۲۸۔ یہ حقیقت بھی آشکار ہے کہ عرب باغی سے نا آشنا تھے اور لڑاکے باغی کے مقابلہ ان کے بہادر کبھی بھی زور و مار نہ ہوئے تھے اور نہ کبھی اس کی مدافعت کر سکتے تھے اسی بنا پر ابہرہ نے اپنے باغی محمود نامی کو پیش کیا تھا کہ تمام صفوں کو چیرنا ہوا اور بہادریوں کو ہلاک کرتا ہوا مکہ میں داخل ہو جائے اور یہ سب سے پہلا موقع تھا کہ لڑائی میں باغی کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہے کہ حسیہ چاروں طرف سے آہنی چار آئینہ اور آہنی زرہ جڑی ہوتی ہے نہ اس پر تیغ و دستان اثر کرے نہ اس میں تیغ و فنگ اپنا جوہر دکھائے اور نہ ہی قوت مصارعت اور بدنی طاقت کے ساتھ مقابلہ کیا جاسکے خصوصاً جب اس کے سوز کے ساتھ لہو اربا باندھ دی گئی ہوگی تو عرب کے گھوڑے دور سے ہی بھاگ نکلتے ہوئے گئے اس کا لی بلا کا مقابلہ کون کرتا یہ ایک متحرک موت نظر آتی تھی، ایک ہی جھنگھڑ سے تمام گھوڑے پاؤں پاد کو میدان چھوڑ جاتے ہوئے، اس لئے بھی قریش کا فرار کمال خودداری اور ہوشمندی پر مبنی تھا، اگر یہ باغی نہ ہوتا تو حبشہ سے دب کر عرب اطاعت قبول نہ کرنے اس کا اندازہ یوں لگ سکتا ہے کہ گویا وہ ایک طرف برطانیہ کا لشکر مسلح پوری طاقت کے ساتھ موجود تھا۔ جو مشین گن یا ہوائی جہاز سے برسرِ پیکار نظر آتا تھا اور دوسری طرف سے چار قبائل مدافعت کے لئے نکلے تھے۔ کہ جن کے پاس نہ مشین گن تھی نہ بندوق اور ہوائی جہاز تھے۔ بلکہ صرف دست بدست لڑائی میں تیغ و دستان سے لڑنا جانتے تھے تو اس صورت میں جو نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ کیا تھا؟

(۲۹) اس کے بعد ابہرہ نے حبشہ کی عیالوں کے ہاتھ جناب عبدالمطلب کو بلا بھیجا کہ میں صرف کعبہ کو گرانے آیا ہوں، میں تم سے نہ لڑوں گا بشرطیکہ تم مزاحمت نہ کرو اور میری خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ تو عبدالمطلب نے جواب دیا کہ بیت اللہ کا محافظ اس وقت خود خدا ہے جو چاہے کرے ورنہ ہم میں مدافعت کی طاقت نہیں یہ کہہ کر خطاطہ حمیری کے ہمراہ چند آدمیوں کی معیت میں لشکر کو جا پہنچے اب وہاں بحیثیت کس پرسی کے زیرِ نگرانی ہو گئے اور دو نظر مبنی جو پہلے ابہرہ سے لڑ کر اسے جنگ ہو چکا تھا۔ اور آپ کا خالص دوست تھا اور آپ نے اس سے کہا کہ اگر کچھ ہو سکتا ہے تو ابہرہ کے دربار میں ہماری رہائی کے لئے کوشش کرو تو اس نے جواب دیا کہ میں خود گرفتار ہوں معلوم نہیں آج قتل کیا جاؤں یا کل میں کچھ نہیں کر سکتا۔ ہاں البتہ آدیس سے ہزار کہوں گا۔ جو باغی کا ہاتھ ہے اور مجھ سے بھی اس کی راہ و رسم اچھی ہے وہ آج کو دربار میں حاضر کر دیکھا، اور آپ کی سفارش بھی کرے گا۔ چنانچہ اس سے کہا گیا اور وہ دربار میں جا کر یوں عرض پر دراز ہوا کہ حضور جناب عبدالمطلب قریش کے سردار

وجود دوام کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر جو رک دیا کرتے ہیں اپنے مال کی رمائی کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں اجازت ہو تو آجائیں، تو ابرہہ نے آپ کو اجازت دی۔ اور آپ اپنی جمعیت کے ساتھ حافر خدایت ہوئے جب ابرہہ نے دیکھا کہ آپ جو بصورت قداؤ اور باعرب انسان تھے اپنے پاس تخت پر بٹھانا چاہا۔ مگر مصلحت وقت کو ملحوظ رکھ کر خود نیچے فرش پر اترا آیا تاکہ حبشی لشکر برا نہ منائے۔ اب تمہارا جان کی وساطت سے گفتگو شروع ہوئی۔ کہ آپ کیوں آئے ہیں؟ آپ میرے دوسواونٹ واپس کر دیں جو اسود بن مفسود لوٹ کر لایا ہے میں تو آپ کو بڑا آدمی سمجھتا تھا۔ مگر آپ کی عزت میری نظر میں نہیں رہی اونٹوں کی فکر ہے اور بیت اللہ کی فکر آپ کو نہیں مجھے خیال تھا کہ اس کی رمائی کے لئے آپ مجھ سے گفتگو کرینگے، میں اونٹوں کا مالک ہوں مجھے اپنے مال کی فکر ہے بیت اللہ کا مالک خود خدا اس کی نکر وہ خود کو لیکھا ہم سے نہیں ہو سکتی، بھلا وہ تو ہم سے نہیں بچا سکتا۔ ہم ضرور گرد آئینگے، اچھا وہ جانے تم جانو، ہمارے بس کی بات نہیں اس کے بعد ابرہہ نے آپ کو دو سو اونٹ واپس کر کے رخصت کر دیا۔ اور آپ نے اتنے ہی فرش کو حکم دیا کہ شہر خالی کر کے پہاڑوں میں جا گھس کر کہیں لشکر سے پامال نہ ہو جاؤ اسکے بعد آپ قریش کے چیدہ حیدہ آدمی لیکر دوبار الہی میں بیت اللہ کا کٹہہ ہاتھ میں لیکر یوں دست بدعا ہوئے کہ

يَا رَبِّ اِن الْمَرْءَ يَمِينُ رَحْلَهُ فَاَمْنَعُ حَلَالًا لَا يَغْلِبُنْ صِلَابُهُمْ وَمَحَالِمُهُمْ عَدُوًّا وَاجْأَلَكَ

اِنْ كُنْتُ نَارُكِهِمْ وَقَبْلَتُنَا فَاَمْرًا بَدَا لَكَ وَلَوْ فَعَلْتُ فَاَنَّهُ اَمْرٌ يَتِمُّ بِهِ فَعَا لَكَ

(ترجمہ) - اے اللہ انسان اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے گھر کی حفاظت کر، عیسائیوں کی صلیب غالب نہ ہونے پائے وہ اپنی طاقت کو تیری طاقت سمجھ ہوئے ہیں اگر تو ہمارا قبلہ ان کے سپرد کر دیکر تو تیری مرضی جو چاہے تو کر سکتا ہے، اور اگر تو نے حفاظت کی تو یہ ایک ایسا کام ہوگا کہ تیرے کام سنو جائینگے۔

(۳۰) اب آپ تمام قریش کو ہمراہ پہاڑوں کی غاروں اور وادیوں میں پناہ گزیں کر رہے ہیں اور منتظر ہیں کہ ابرہہ جب بیت اللہ کو گرانے آئیگا تو قدرت کا ہاتھ کیا کام کرتا ہے اور اپنی قوم کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ

قُلْتُ وَالْأَشْرَمُ تَرْدِي خَيْلَهُ اِنْ ذَا الْأَشْرَمُ نَهْمٌ بِالْحَرَمِ كَادَهُ نَتِجَ فِيهَا حِنْدَتِ

حَيْرٍ وَالْحَيُّ مِنْ أَلِ قَدَمٍ فَاتَّخِذْهُ عَنْهُ وَنِيَّ اَوْ دَا جِهَ حَاجِ اسْلَامَ مِنْهُ بِالْكَطْمِ

نَحْنُ اَهْلُ اللَّهِ فِي بِلَادِهِمْ لَمْ يَزَلْ ذَاكَ عَلَى عَمَدِ اَبْرَهَمَ نَعْبُدُ اللَّهَ وَفِينَا شَيْمَةُ

صَلَاةُ الْقَرْبَلَةِ وَالْإِعَاءُ الذَّمُّ اَنْ لِلْبَيْتِ لَوْجًا مَا نَعْبُدُ مِنْ يَرْدِهِ بَاثَامٍ يَصْطَلِمُ

(ترجمہ) میں کہتا ہوں کہ اشرم راہبرہ، اپنے لشکرے آیا ہے اور حرم پر حملہ آور ہونے میں دھوکہ کھاتا ہے، کیونکہ اس سے پیشتر نتج گیسے بازی کھیل چکا ہے جبکہ قوم حمیر اور آل قدم کا لشکر لیکر آیا تھا، اور ایسی ہی حالت میں واپس چلا گیا تھا کہ اسکی شاہرگ میں گویا پھانسی لگی تھی اور اس کا ارمان اس کے دل میں ہی منہ کر دیا تھا۔ تم خدا کے شہر میں خدا پرست رہتے ہیں اور ہماری سکونت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد مبارک سے بدستور چلی آئی ہے کیونکہ خدا کی ہی عبادت کرتے ہیں اور ہمارا مخصوص اخلاق یہ



ہے کہ ہم صلہ رحمی کرتے ہیں اور ایفاء وعدہ میں ہم سختہ ہیں۔ یاد رکھو اس گھر کا مالک خدا خود ہے، وہی اس کی حفاظت کریگا۔ جو بھی بدعتی سے یہاں آئیگا۔ کٹ جائیگا۔

(۳۱) ناظرین خوب غور سے ان اشعار کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ کس جوش و خروش سے جناب عبدالمطلب کو اطمینان ملا ہے ہیں کہ بیت اللہ کی حفاظت خود کریگا۔ اور تیغ ثالث کا واقعہ جسکی تفصیل پہلے گزر چکی ہے یاد دل کرتا رہے ہیں کہ بطرح تیغ کے حملہ کے وقت قریش تاب مقاومت نہ لاسکے تھے اور خدا تعالیٰ نے آندھی سے تیغ کو ناکام کر دیا تھا۔ اسی طرح اب بھی ہم ابرہہ سے نہیں ڈر سکتے، اور بیت اللہ کو اللہ کے ہی سپرد کرتے ہیں وہی اس کی حفاظت کریگا دیکھتے ہیں کہ قدرت کا ہاتھ کس طرح ابرہہ کو تباہ کرتا ہے ہم یقین واثق ہیں کہ جو بھی بیت اللہ کو بری نظر سے دیکھیگا تباہ ہو جائیگا۔ اس واقعہ کی نوعیت بتا رہی ہے کہ قریش نے جب بھی عینم سے مقابلہ کیا ہے روحانی طور پر کیا ہے جمانی طور پر نہیں کیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ایک مٹھی بھر حبشیت قریش کی اہمیت ایک شاہی بے تعداد مسلح لشکر کے سامنے کچھ نہیں اور اس سے نبرد آزما ہونا دانشمندی کا کام نہیں بلکہ اپنے ہاتھ سے ہلاکت پیدا کرنا ہوگا۔ مگر فراسی صاحب ہیں کہ اس واقعہ کی نوعیت کو نہ سمجھ کر یوں کہہ رہے ہیں کہ قریش کی غیر جانبدارانہ حیثیت کے متعلق تمام روایات جھوٹی ہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ ان میں قریش کی کم ہمتی، اور بے غیرتی نہ کوہے، مگر ماں آپ چاہتے تھے کہ مٹھی بھر قریش کا پلٹھن نکل جاتا اور ہمیشہ کے لئے مکہ معظمہ غیار کے قبضہ میں جلا جاتا۔ جناب الحویب خذ عہ لڑائی کی چالوں سے قریش واقف تھے ان کی بہتری اسی میں تھی کہ غیر جانبدارہ کو اپنی جان بچا لیتے اور دشمن کو موقع نہ دیتے کہ ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرے روایات کو جھوٹی کہ دینا آسان ہے مگر لطفت ثوب آنا۔ کہ ان مسلمہ روایات کے بالمقابل فراہی روایات کا سلسلہ بھی پیش کیا جاتا جن میں یہ ثابت کیا جاتا کہ قریش مقابلہ کیلئے پہاڑوں میں جا گھسے تھے تاکہ اعجازی طور پر سنگباری سے سولہ ہزار فوج کا کچھ نہ نکال دیں اور وہ سب محتاجین ان کا ایک آدمی بھی ہلاک نہ ہو۔ خوب اور بہت ہی خوب، فسانہ طرازی اسی کا نام ہے۔

(۳۲) ایک روایت میں ہے کہ عیمر بن لعاثہ بنی نکلہ کی طرف سے اور حویلہ بن واقلہ بنی ہذیل کی طرف سے ابرہہ کی خدمت میں یہ دونوں دراز حاضر ہو کر عرض پر دراز ہوئے تھے، کہ صوبہ نہلمہ کا نٹائی مال جناب کی نذر ہے، آپ قبول فرما کر بیت اللہ کی تخریب کا ارادہ چھوڑ دیں مگر ابرہہ نے انکار کر دیا تھا اب فراسی صاحب دیکھیں کہ جناب عبدالمطلب کا بیت اللہ کے متعلق کچھ نہ کہنا کس امر پر مبنی تھا؟ صاف ظاہر ہے کہ آپ سمجھ چکے تھے۔ کہ قریش میں تاب مقاومت نہیں، صلح کا میدان بھی تنگ ہے۔ تاوان ادا کرنے کا بھی موقع نہیں رہا نہ یہ کہ اس موقع پر قریش نے بے غیرتی کا ثبوت دیا تھا۔ اور مذہب کو خیر باد کہ چکے تھے،

وَأَفْتَهُ مِنَ الْعَامِ الْصَّحِيحِ وَأَفْتَهُ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيمِ

(۳۳) مغمس میں دوسری صبح کو جب ابرہہ نے سمجھ لیا۔ کہ قریش مزاحم نہیں ہو سکتے تو اپنے ہاتھی (عمود) کو قبلہ

کی طرف بڑھا کر چا ما کہ اپنی قسم پوری کرنے کو بیت اللہ گرا کر واپس گھر چلا جائے مگر واقعہ یہ پیش آ گیا کہ نفیل خنجرچی، جو بیت اللہ کی حمایت میں لوکر ابرہہ کی قید میں تھا۔ اس نے ہاتھی کے کان میں کہہ دیا۔ کہ دیکھنا یہ بیت اللہ ہے اسے گرانے کا قصد مت کرنا، یہ کہہ کر واپس پہاڑ میں چلا گیا معلوم نہیں اس کے کہنے سے ہاتھی متاثر ہوا کیونکہ ہاتھی بڑا سمجھدار جانور مشہور ہے اور انسان کی طرح نفع و نقصان خوب سمجھتا ہے یا خدا کی طرف سے اس کو ہدایت ہوئی اب وہ بیچہ گیا نہیں جتنا آئس نکس مارٹے ہیں کچھ پرواہ نہیں کپتی پیٹ میں گھوسے ہیں اسے ذرا حرکت نہیں بیت اللہ سے موانظر آتا ہے من کو کہو تو فوراً دھڑکنے لگتا ہے کسی اور جانب دوڑاؤ تو حاضر ہے مگر بیت اللہ کی طرف اس کو بلی دکھائی دیتی ہے اسی کشمکش میں تھے کہ آسمان پر بڑی دل پرندوں کی ڈاریں نمودار ہوئیں کہ جن کے پنجوں اور چونچوں میں چنے یا مسور بھر کر نکدیاں تھیں اور یہ پرندہ جدہ کے ساحل سے لے آئے ہوئے دکھائی دیتے تھے انہوں نے آتے ہی حبش ابرہہ کو سنگسار کرنا شروع کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حبشی کچھ بھاگ کر واپس بہن کو دوڑ گئے اور کچھ وہیں تباہ ہو گئے کیونکہ ان پتھروں میں یہ زہر پللا اثر تھا کہ جہاں لگتے وہاں طاعون پھوٹے یا چیچک کے دانے نمودار ہو جاتے اور فوری موت سے ان کی جان کا فوراً ہوجاتی۔ خود ابرہہ بھی اپنا ہاتھی لیکر واپس چلا گیا۔ اور راستہ میں اسے جذام کے مرض نے آدھو چا جس سے وہ بھی جانبر نہ ہو سکا۔ اسی بدحواسی میں لشکر کے آدمی لشکر کا راستہ بھول گئے اور نفیل بن حلیب سے جن کو وہ گرفتار کر کے لائے ہوئے تھے اور راستہ کا خوب واقف تھا اب راستہ پوچھتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ

ابن المفسر والا لا الطالب والا شاعر المغلوب غیر الغالب

ترجمہ: اب کہاں بھاگتے ہو خدا پیچھے لگا ہوا ہے اور تمہارے خون کا پایا ہے خود ابرہہ اشرم بھی تمہارا بادشاہ مغلوب ہو چکا ہے غالب نہیں رہا۔ مگر ان کی یہ حالت تھی کہ کوئی بیان گرا اور کوئی دہاں گرا، طاعون اور چیچک کے مرض سے تباہ ہو گئے لَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْجِيهَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ کا نظارہ دکھائی دے تھا جسکی صحیح ترجمانی اس آیت نے کر دی کہ فَجَعَلْنَاهُمْ كَصَصْفٍ مَّا كُولِ ان کے بدن کنکریوں کی بوچھاڑ سے چھلنی ہو چکے تھے اور ان کی مردہ لاشیں اسی نظر آتی تھیں کہ نرم خوردہ تہی ہیں یا جگالی کیا ہوا گھاس ان کی بھاگڑ اور سنگساری کا نقشہ اسی نفیل نے یوں کھینچا ہے کہ

لَعَنَّاكَ مَعَ الْأَصْبَاحِ عَلِيًّا

لَدَى جَنْبِ الْمُحْصَبِ مَا رَأَيْنَا

وَلَمْ تَأْسِ عَلَى مَاتَ بِلْنَا

وَخَفْتَ حَجَارَةَ تَلْقَى عَلَيْنَا

كَانَ عَلَى الْجَبْشَانِ دَيْنًا

أَلَا حُشِنَتْ عَنَّا يَا دُونَنَا

مَرْدِيَّةٌ لَوْ رَأَيْتَ وَلَنْ تَرِيهِ

إِذَا الْعَذْرَتِي وَحَدَّتْ أَحْيَى

حَمْدُ اللَّهِ إِذَا عَانَيْتَ طَيِّرًا

وَكُلُّ النَّقَوْمِ يَسْأَلُ عَنْ نُفَيْلٍ

ترجمہ: ارے روینہ تم پر سلام ہوا اور صبح کو ہم تمہیں ٹھنڈی آنکھ سے دیکھیں را سلام سے پچھلے شاعر عاشقانہ مضامین کو

اسل منقصہ بیان کیا کرتے تھے، مگر اسلام نے اس کی بجائے لبسہ اللہ اور الحسن للہ کا حکم دیدیا (۲)۔ اس سے رویتہ کاش تو وہ نظارہ دیکھ لیتی وہ ایک لاثانی نظارہ تھا۔ تو ایسا نظارہ کبھی نہ دیکھو گی جو کہ ہم نے وادی محصب کے قریب (مختس) میں دیکھا تھا۔ اگر تو وہ ہولناک منظر دیکھ پاتی تو مجھے معذور سمجھتی کہ ابرہہ کی طرف سے میں کیوں نہیں بڑھا تھا۔ بلکہ میری تعریف کرتی اور جو کچھ ضائع ہو چکا تھا۔ اسپر افسوس نہ کرتی کیونکہ میں خدا کا خود لاکھ لاکھ شکر کرتا ہوں کہ میرا بال بال بچ گیا میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔ کہ پرند نمودار ہو گئے ہیں۔ اور پتھر پھینک رہے ہیں اور مجھے خود خوف لگ رہا تھا کہ ہمیں بھی سنگسار نہ کر دیں۔ تمام لوگ مجھے شتاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تباہ کیسے سنگساری ہوئی اور حبشی فوج کیسے تباہ ہوئی۔ گویا مجھے پتھر حبشیوں کی کفالت کا قرضہ ہے جو وصول کرنے آتے ہیں۔ علامہ فراہی نے اس نظم کی بندش پر غور نہیں کیا ورنہ وہ یوں نہ کہتے کہ وہاں آدھی پتھر برسارہی تھی۔ تو بھلا قریش آدھی سے کیونکر بچ گئے تھے حالانکہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر نفیل کی طرح حبشیوں کی تباہی کا منظر دیکھ رہے تھے اس لئے ہم یقینی طور پر کہہ سکتے ہیں کہ حضرت فراہی نے اپنی افسانہ طرازی میں تنکے کا سہارا لیا ہے، ورنہ واقعات قطعی طور پر تردید کرنے سے نہیں رکتے۔

(۳) ایک روایت میں ہے کہ ابرہہ زخمی ہو کر صنعاء پہنچ گیا تھا۔ مگر راستہ میں بالکل خفیف ہو چکا تھا۔ کیونکہ پھوڑوں کی پیپ اور خون سے اسکے ہاتھ کے پورے گر رہے تھے۔ گویا اس پر خدام کا حملہ ہو چکا تھا (مکمل ہے کہ اس وقت کسی نے نیزہ سے اس کا کام تمام کر دیا ہو۔ جیسا کہ علامہ فراہی نقل کر چکے ہیں۔ مگر یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ وہ وادی منیٰ میں قتل ہوا تھا۔ کیونکہ اس تعین مقام کی کوئی روایت ان کے پاس موجود نہیں ہے اور نہ ہی پدید کر سکتے ہیں، بہر حال ابرہہ کی فوج میں جو عرب بحیثیت مزدور کے کام کرتے تھے یا جن کو بھرتی کر لیا گیا تھا۔ ان میں سے کچھ بھاگ کر مکہ معظمہ میں بھی پناہ گزین ہو گئے تھے اور عذاب سے بچ گئے تھے۔ بعد میں ان کو یہ حوصلہ نہ ہوا۔ کہ واپس منیٰ کو لوٹ کر چلے جائیں۔ اس لئے ہمیں مکہ میں محنت مزدوری سے پیٹ پالنے رہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے بحین کی حالت میں خود دیکھا ہے کہ ہاتھی کا مہاوت اور مانکنے والا دونوں اندھے تھے اور بھیک مانگتے پھرتے تھے) اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ ساٹھ سال تک خال خال مکہ میں نظر آتے تھے اور فیل ابرہہ کے مہاوت کسی ایک تھے جن میں سے ایک مہاوت مکہ میں بھی رہ گیا تھا

حقیقت شیعہ، مولفہ قطعی شاہ صاحب، مذہب شیعہ کے سرستہ رازوں کا انکشاف فی سیکڑہ  
پانچ روپے، فی نسخہ ایک آنہ،

منہجر شمس السلام بھیرہ پنجاب



# بشارات

## باب الحدیث

(۱) عن ابی امامۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال طوبی لمن رآنی وطوبی سلیع

مرات لمن لہ برقی وامن بی راہد

ترجمہ اس کو خوش خبری ہو جس نے مجھ کو دیکھا اور اس کو سات بار مبارکباد جس نے مجھ کو نہ دیکھا۔ اور مجھ پر ایمان لایا۔

(۲) عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تجاود عن امتی الخطایا والنسیان وما استکسر ہوا علیہ (ابن ماجہ و ترمذی)

ترجمہ شیک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا اور بھول اور اس بات کو معاف کر دیا۔ جس پر وہ مجبور کئے جائیں۔

(۳) عن بھز بن حکیم عن امیہ عن جدہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی قولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس قال انتم تبتون سبعین امۃ انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ تعالیٰ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کنتم خیر امۃ الاتیہ کی تفسیر میں فرمایا کہ تم ستر امتوں کے ختم کرنے والے ہو جن میں تم سب سے بہتر اور اللہ کے نزدیک صاحب منزلت ہو۔

(۴) عن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انما اجلکم فی اجل من خلا من الامم وما بین صلوۃ العصر الی مغرب الشمس وانما مثلکم ومثل الیہود والنصارى

کہ رجل اشعل عمالا فقال من یعمل لی الی نصف النہار علی قیراط قیراط فعملت الیہود الی نصف النہار علی قیراط قیراط ثم قال من یعمل فی نصف النہار الی صلوۃ العصر علی

قیراط قیراط ثم قال من یعمل لی من صراط العصر الی مغرب الشمس علی قیراطین قیراطین الا فانتم الذین یعملون من صلوۃ العصر الی مغرب الشمس الا لکم الاجر مرتین فغضبت

الیہود والنصارى فقالوا لکن اکثر عملا و اقل عطاء قال اللہ تعالیٰ فہل ظلمتکم من حقکم شیئا قالوا لا قال اللہ تعالیٰ فانہ فضلی اعطیہ من شئت (بخاری)

ترجمہ تمہاری مدت عمر دیگر امتوں کے اعتبار سے عصر سے مغرب تک ہے اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ

کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے چند لوگوں کو کام پر رکھا اور کہا کہ دوپہر تک کون ایک ایک قیراط پر کام کرے گا۔ تو یہود نے دوپہر تک کام کیا پھر فرمایا کہ دوپہر سے نماز عصر تک میرا کام ایک ایک قیراط پر کون کرے گا تب نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر کہا کہ نماز عصر سے غروب آفتاب تک میرا کام دو دو قیراط پر کون کرے گا۔ پس اسے مسلمانوں نے وہ لوگ جو عصر سے مغرب تک کام کرتے ہیں خبردار تمہارے لئے دوسرا ثواب ہے، پس یہود و نصاریٰ غصہ ہو گئے اور کہا کہ ہم نے کام زیادہ کیا۔ اور مزدوری کم ملی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو کیا میں نے تمہارے حق میں کچھ کی، کہا نہیں، فرمایا تو یہ میرا فضل ہے میں جسکو چاہوں عطا کروں۔

## تبلیغی کتابیں!

کرائی گئی ہیں۔ شائقینِ حلدی طلب کریں۔

شیعہ کار سالہ نور ایمان، کئی دفعہ طبع ہو چکا ہے اس کتاب کے ذریعے شیعوں کے نور ایمان یا ظلمت کفر کی حقیقت واضح کی گئی ہے ان کے اعتراضات کے جوابات نہایت متانت و شائستگی سے دئے گئے ہیں قیمت ہر دو حصہ ۸

برق آسمانی بہترین قادیانی یہ وہ کتاب ہے جسکا انتظار کرتے کرتے شائقین تھک گئے تھے الحمد للہ کہ زیور طبع سے آرائش ہو کر اس کا اول حصہ شائقین کے ہاتھوں میں جا رہا ہے مولانا ظہور احمد صاحب نجوی کی یہ معرکہ الاراضیف میرزا میوں کا نا طفقہ تذکرہ دیگی شائقین بہت حلد طلب کریں ورنہ ایشین ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا قیمت لاگت کے برابر صرف ۸

جلد کا پندرہ جلد شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

آفتابِ ہدایت مولفہ شیعہ اسلام مولانا ابو الفضل دیر اس کتاب میں مذہبِ شیعہ کی حقیقت کامل طور پر واضح کی گئی ہے شیعوں کے حوالہ مطاعن شیعوں کی نفقہ کے گھنٹانے مسائل شیعوں کے اصول و فروع، اہل سنت کی صداقت پر قرآن و حدیث اقوال ائمہ سادات رکت شیعہ کے حوالہ سے، پروردگار دلائل بیان کئے گئے ہیں، اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست حربہ کا کام دیتی ہے، مجتہدین شیعہ اسکے جواب سے عاجز ہو چکے ہیں شیعہ کے حوالہ اعتراضات کے ذمہ داران جواب دئے گئے ہیں، قیمت تین روپے

کشف التلبیس حصہ اول و حصہ سوم، مولفہ سید ولایت حسین شاہ صاحب دیوبند، یہ کتاب شمس الاسلام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے، اسکی چند کاپیاں زائد طبع

جلد کا پندرہ جلد شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)

## حضرت عیسیٰ کا رفع اور آمد ثانی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی زبانی (سلسلہ اشاعت گزشتہ)

(۱) مسند احمد شریف جلد اول ص ۳۱، ص ۳۱، تفسیر ابن جریر جلد ۲ ص ۲۹، تفسیر ابن کثیر جلد ۹ ص ۱۴۴، تفسیر درنشور جلد ۲ ص ۲، فتح البیان جلد ۸ ص ۳۱، ترجمان القرآن جلد ۱ ص ۱۴، مواہب الرحمن جلد نمبر ۲ کتاب شکل الآثار جلد ۱ ص ۳۲، مستدرک حاکم جلد دوم ص ۴۴ پر ہے۔  
امیت واخہ لعلمہ للساعة کا مطلب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بتلایا ہے کہ قیامت سے پیشتر حضرت عیسیٰ ابن مریم آئیں گے۔

(۲) کنز العمال جلد ۲ ص ۲۶، کتاب منتخب کنز العمال جلد ۲ ص ۵، کتاب حج الکرامہ کے ص ۴۳ پر ہے۔  
”قال ابن عباس رضی اللہ عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعند ذلک ینزل انجی عیسیٰ بن مریم من السماء علی جبل اقیق اماما ھادیا وحکما عادلا علیہ برس له مروج الخلق اصلت سبط الشعرا بیدہ حرۃ یقتل الدجال فاذا قتل الدجال تضع الحرب اوزارھا فان السلم فلیقی الرجل الاسد فلا یھجیر و یراخذ الحیة فلا تضری وتنبت الارض کنباتھا علی عهد ادم و یومن بہ اهل الارض و یکون الناس اهل ملة واحدة“ روایت کیا اس کو اسحق بن بشیر و ابن عساکر نے تفسیر درنشور کی جلد دوم کے ص ۳ پر ہے۔

اخر ج اسحاق بن بشیر و ابن عساکر من طریق جوھر عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ اتی متوفیک و رافعت یعنی رافعت ثم متوفیک فی اخر الزمان

(۳) تفسیر ابن جریر جلد ۲ ص ۵، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۸، تفسیر ابن کثیر جلد ۹ ص ۱۴۴، درنشور جلد ۲ ص ۲، فتح البیان جلد ۲ ص ۳۳، ترجمان القرآن جلد ۲ ص ۱۴، مواہب الرحمن جلد ۲ ص ۲، کبیر اعظم جلد ۲ ص ۳۹، مواہب الرحمن جلد ۳ ص ۲، مواہب الرحمن جلد ۲ ص ۲ کے ص ۳۲، ص ۳۳ پر لکھا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا یہ کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اٹھا دے اس وقت حضرت عیسیٰ اپنے حواریوں کی طرف نکلے۔ اور حواریوں میں سے ۱۲ مرد تھے اس گھر میں۔ پس آپ ایک چشمہ سے نکلے جو گھر میں تھا۔ اور آپ کے

سے پانی ٹپکتا تھا پس آپ نے فرمایا کہ تحقیق بعض تم میں سے وہ ہے کہ کفر کر لگا میرے ساتھ بارہ بار  
بعد اس کے کہ ایمان لایا مجھ پر۔ پھر فرمایا کہ کون تم میں سے ہے کہ ڈالی جاوے اس پر شبہ میری پتھر تیل کیا  
جاوے وہ میری جگہ اور میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو پس ایک جوان نوجوانوں میں سے کھڑا ہوا۔ پس اسکو  
فرمایا کہ بیٹھ جا پھر اعادہ کیا ان پر اس بات کا کہ پھر کھڑا ہوا وہی جوان پھر فرمایا کہ بیٹھ جا پھر اعادہ کیا ان پر اس  
بات کا پھر وہی جوان کھڑا ہوا۔ پس کہا اس نے یہی۔ پس فرمایا کہ تو وہی ہے۔ پس عیسے کی شبہ ڈالی گئی۔ اور  
عیسے اٹھائے گئے روشن دان سے جو گھر میں تھا۔ آسمان کی طرف کہا اور آئے تلاش کرنے والے یہود کی  
طرف سے پس پکڑ لیا انہوں نے شبہ کو پس اس کو قتل کیا پھر سولی پر چڑھایا انہی روایت کیا اس کو ابن  
ابی حاتم و ابن مردویہ و سعید بن منصور نے

(۱۵) کتاب اکمال الدین و تمام النعمۃ کے ص ۱۶ پر ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
آلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خُلَفَائِي وَأَوْصِيَائِي وَحُجَّ اللَّهِ عَلَى الْخَلْقِ بَعْدِي الْأَثْنَى عَشَرَ أَوْ لَمْ يَكُنْ  
آخِرًا وَآخِرُهُمْ وَلَدِي قَيْلٌ يَارَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ أَخُوكَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَالِبٍ قَيْلٌ فَمَنْ  
وَلَدُكَ قَالَ الْمَهْدِيُّ الَّذِي يَمْلَأُهَا قِسْطًا وَعَدْلًا مَلَأْتُ جُورًا وَظُلْمًا وَالَّذِي بَعَثَنِي  
بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَلَوْ لَمْ يَبْقِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَخْرُجَ  
فِيهِ وَلَدِي الْمَهْدِيُّ فَيَنْزِلُ رُوحُ اللَّهِ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيُعَلِّمُ خَلْفَهُ وَتَشْرِقُ الْأَرْضُ،  
بَنُورًا وَتَبْلُغُ سُلْطَانَهُ الْمَشْرِقَ وَالْمَغْرِبَ،

(۱۶) تفسیر و نشر جلد ۲ کے صفحہ ۳۵۰ پر لکھا ہے

اُخْرَجَ أَبُو الشَّيْخِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا نَهْمُ عِبَادِكَ يَقُولُ عَبْدُكَ قَدْ  
اسْتَوْجَبُوا الْعَذَابَ بِمَقَالَتِهِمْ وَأَنْ تَغْفِرَ لَهُمْ أَيْ مَنْ تَرَكْتَ مِنْهُمْ وَمَنْ فِي عَمْرٍ  
حَتَّى أَهْبَطَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ يَقْتُلُ الدَّيَالِ فَتَزَلُّوا عَنْ مَقَالَتِهِمْ وَوَعْدُكَ  
وَأَقْرَبُوا أَنْ يَعْبُدُوا أَنْ تَغْفِرَ لَهُمْ حَيْثُ رَحِمُوا عَنْ مَقَالَتِهِمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْغَفِيرُ  
الْحَلِيمُ

رحمن حضرات کی معیاد خریداری ختم ہو چکی ہے وہ حضرات براہ کرم اپنا زچہ بندہ یعنی آرڈر سال فرما کر  
مشکور فرمادیں۔ وہی پی میں سرزائد خرچ ہوتے ہیں، منیجر

# محکم

(از مولانا محمد حسین صاحب شوق)

ربنا کہ ماہروز خ لا یغیان (شہد شاہد من الہما)

— (جھوٹا نبی) —

وہ ہے جو خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز خدائی، انشاء پر دازی کے وقت، ملاحظہ کرے۔ اور جب کوئی اردو یا عربی عبارت لکھنی چاہے۔ تو ایسا محسوس ہو کہ اندر سے کوئی تعلیم دے رہا ہے (نزول المسیح ص ۵۵)

وہ ہے جسے مخلوط الہام نوا ہو۔ کبھی اردو، کبھی فارسی، کبھی عربی اور کبھی انگریزی یعنی گریز۔ ملاحظہ ہو نزول المسیح، درشتین، اعجاز احمدی عالم کباب وغیرہ وہ ہے جسے خدا کی طرف سے ہزار دفعہ مبالغہ دہل اعلان کیا گیا ہو کہ تمہارے لئے آسمان سے ایک دہن نزول اجلال فرما رہی ہے۔ لیکن ع۔ اے لبہ آرزو کہ خاک شدہ)

استثمار ۱۸۸۸ء

وہ ہے جسے انت منی بمنزلۃ اولادی قسم کے الہام ہوتے ہوں۔ (الزمین نمبر ۱۲۷) (نعرہ باللہ من ذلک)

وہ ہے۔ جسے خواب میں دیکھا ہو کہ وہ اللہ ہے اور اسے یقین آجائے۔ کہ وہ اللہ ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴)

— (سچا نبی) —

(۱) وہ ہے خداوند جل و علا جسکو شعریں سکھانا اور نہ یہ نبی کی شان ہے کہ شعر روزوں کرتا پھرے، قولہ تعالیٰ، وَمَا عَلَّمْنَاكَ الشُّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَكَ

(۲) وہ ہے جو اپنی قوم کی زبان میں الہام پائے قولہ تعالیٰ، اَلَا بِذَلِكَ تَعْلَمُونَ

(۳) وہ ہے جسے ساتھ خدا تعالیٰ وعدہ خلافی نہ کرے یعنی جو پیشین گوئی کرے ضرور پوری ہو۔ ورنہ وہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان نے وعدہ دیا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اَلَّذِي يَشَاءُ يَفِضْ يَوْحًى وَاَخَاتْ لَا تَخْلُفُ اَمَانًا

(۴) وہ ہے جو خداوند تعالیٰ کی تقدیس۔ اور وحد لا شئی دیتے ہوئے کاشوت پیش کرنے کے لئے دنیا میں تشریف لائے قولہ تعالیٰ۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (آیتہ) (۵) وہ ہے جس کو حکم دیا گیا ہو کہ تم اپنے انسان اور خدا کا بندہ ہونے کا اقرار کرو قُلْ اِنَّمَا اَنَا نَبِيٌّ مِّثْلُكُمْ

(۱۶) وہ ہے جو خدائے قدوس کی طرف سے  
لطف و اخلاق کا مظہر اتم ہو کر دنیا میں آیا ہو،  
(ر ا ذلک لعلی خلق عظیم)

وہ ہے جسکی تمام زندگی کا محبوب مشغلہ علمائے  
حق کو گالیاں دینا ہو۔ اور مخالفین کو صلواتیں سننا  
مشت نمونہ خروارہ و ازلیماں مرد کے بدکار رائے  
بینیم کہ شیطان طعون از لطفہ سفیان است، بدگو  
خبیث مفسد دروغ آرا بیدہ منحوس است،

صمیمہ انجام آتقم حاشیہ ۲۵

وہ ہے جسکی تمام زندگی مفرحہ و جالوں کے سایہ  
عاطفت اور غلامی میں نہایت صبر و سکون کے  
ساتھ گزری ہو۔ بلکہ زرین خدمات کے عوض میں  
تسکری پودا، کا عزت افزا خطاب بھی حاصل  
کیا ہو۔ ع صورت ہیں حالش میرس،

(۱۷) وہ ہے جو کسی دنیاوی طاقت کے آگے تسلیم  
ختم نہ کرے۔ بلکہ مطاع لکل ہو کر دنیا میں زندگی بسر  
کرے۔  
(سیرۃ نبوی علیہ التحیۃ والسلام)

چراغِ مردہ کجا نور آفتاب کجا  
بہیں تفاوتِ راہ از کجاست تا کجا

## خاکساری تحریک کے خلاف کفر شکن طرہ پر

خاکساری فقہ (طبع چہارم صفحات ۹۲) یعنی مشرقی کے عقائد اور اسکی تحریک کی اصلی اور عریاں تصویر را جوالہ جیکے مطالعہ کے بعد  
کوئی مسلمان اس تحریک کیساتھ دالبتہ نہیں رہ سکتا قیمت ۲، خرچ محصول اقمیت فی سنیکڑہ پندرہ روپے پچاس کتابوں کی قیمت ۱۰ روپے  
علاوہ محصول ڈاک

المشرقی علی المشرقی (طبع اول تعداد صفحات ۹۲) یعنی مشرقی کے عقائد اور اسکی تحریک کی خلاف، انا نشان، سرحد آزاد و ہندوستان  
تقریباً سرفیال کے اکابر علماء و مشائخ و اہل قلم حضرات کے تبصروں بایات اور فتاویٰ، مقتدرہ جاس کے فیصلوں اور مشرقی کمیٹی  
مصری و ترکی اجلاس کی رائے کا قابل قدر مجموعہ قیمت ۳، محصول ڈاک ۱، فی سنیکڑہ پندرہ روپے پچاس کی قیمت ۱۰ روپے۔  
خاکساری مذہب مذہب خاکساری پر بحکمل تبصرہ قیمت ایک پیسہ، خرچ محصول دو پیسے فی سنیکڑہ پندرہ روپے علاوہ محصول

ملنے کا پتہ منیجر حریدہ شمس السلام بھیرہ (پنجاب)



# نورالفت

غلام حسین صاحب شائستگی

نہ ستر شام کل آ کے بامِ فلک پر  
ہیں جس قلزمِ نور میں موجزن ہم  
نرالی ہی باتیں ہیں اہلِ زمیں کی  
سر اسرہیں ظلمت مگر یہ چمکے  
نہ ڈالیں اگر ہم ضیا ان پہ اپنی  
کہے ان سے کوئی کہ اے بے گمانو  
گریباں میں اپنے ذرا منہ تو ڈالو

تصور کے کانوں سے میں نے نہیں جب  
کہا میں نے ان سے کہ اے نورِ دادو  
یہ مانا ہیں اہلِ زمیں چشمِ آہو  
مگر نے وہاں ”نورالفت“ کی پرکشش  
ہے یہ نور اہلِ زمیں کا مقدر  
ہو اس نور سے نوری ہو کے بھی خالی  
یتاؤ کہ رتبہ ہے اب کس کا عالی؟

گمشدہ کی تلاش { سمسعی غلام محی الدین ولد فضل دین نوم متعل پیشہ دوزی عمر تقریباً ۶۵ سال، سکند  
پنڈ واد خان ضلع جہلم محلہ کچی مسجد کارہنے والا ہے، تقریباً ۲۵ سال سے گھر سے روپوش  
ہے خانگی معاملات سے تنگ آکر ملک برما میں چلا گیا ہے اور سلائی وغیرہ کا کام کرتا ہے۔ ملک برما رنگون کے  
قانونین کرام سے گدازش ہے کہ اگر شخص مذکور کا کہیں قرب و جوار میں پتہ ہو تو ازراہ نوازش فیہر جبریدہ شمس السلام  
(بھیرہ پنجاب) کے نام اطلاع بھیج کر شکریہ کا موقع دیں۔

(فیچر)

## شیعہ جو گالیاں دینا فرض سمجھتے ہیں

اگر تم گالیاں دیتے ہو تو لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں لپکانہ پڑ جائے تبیں اس بدزبانی کا لکھنؤ میں حکومت نے صحابہ کرام علیہم السلام کی علی الاعلان مدح و ثنا کرنی کی جو مشروط اجازت دی ہے اس کی مخالفت میں لکھنؤ کے شیعہ حضرات نے انتہائی نامعقول قسم کا دلائل و اشتعال انگیز رویہ اختیار کر رکھا ہے یعنی ٹھیک اسی دن سے جب یہ اعلان شائع ہوا ہے انہوں نے علانیہ طور پر خلفائے ثلاثہ رحمہم اللہ جمعین کو گالیاں دینے کی ہم شروع کر دی ہے۔ ہر روز آصف الدولہ امام باڑہ سے ان کے جتنے بڑے بڑے ہتھیار نکلتے ہیں اور جس طرح اہلسنت مدح صحابہ کے شہری حق کو تسلیم کرنے کے لئے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرتے تھے اسی طرح یہ لوگ گالیاں دینے کی ایک بالکل نامعقول حرکت پر ضد کر کے گرفتار ہو رہے ہیں۔ ہم اس سے قبل (مدینہ ۲۸ مارچ) یہ عرض کر چکے ہیں کہ سنیوں کا مدح صحابہ پر اصرار کرنا شیعوں کو چڑانے یا کھجانے کے لئے ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح وہ صرف جاہل و سادہ لوح سنی عوام تک ایک صحیح چیز پہنچا دینا چاہتے ہیں۔ اور وہ بھی محض اس لئے کہ سنی عوام اپنی روایتی رواداری و مصالحت کو شنی کی وجہ سے شیعہ مجلسوں، محفلوں، جلسوں اور جلوسوں میں شریک ہونے سے پرہیز نہیں کرتے بلکہ بڑے فوق و شوق سے ان کے انتہام و انتظام تک میں حصہ لیتے ہیں اور اس طرح بہت سے ایسے غلط اور مہلک اثرات ان کے دل و دماغ پر پڑے رہتے ہیں جو آہستہ آہستہ ان کے عقائد کی بنیادوں کو متزلزل کر کے رکھ دیتے ہیں چنانچہ اس خطرہ سے عوام کو بچانے کے لئے یہ تجویز کی گئی تھی کہ لکھنؤ میں جہاں خصوصیت کے ساتھ باقاعدہ طور پر جان بوجھ کر غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں۔ خلفائے ثلاثہ کی پاک و مقدس زندگیوں کا صحیح نقشہ ان کے سامنے پیش کیا جائے یہ ایک بالکل جائز و معقول بات تھی کسی کی تعریف کرنے کے لئے دنیا کے کسی حصہ کا کوئی قانون کسی کو نہیں روکتا لیکن لکھنؤ کے شیعوں نے سنیوں کی روایتی رواداری و خلوص پروردی کا یہ بدلہ دیا کہ ان کے اس جائز حق کے استعمال پر بھی شور مچانے لگے۔ انگریزی سامراج سے سپان دفاواتوں نے اسی دن سے باز دھ لیا تھا۔ جب اس کا نخوس قدم ہندوستان میں رکھا گیا تھا اور اس سپان دفا کے نور کا اعلان جعفر صادق نے بنگال و دکن میں بڑی دھوم دھام سے کر ہی دیا تھا اس لئے قدرتا لکھنؤ کے شیعوں کو ممنون کر مایا، انگریزوں کے مفاد کے لئے ضروری تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور محض اس لئے کہ جنگ بلبقان، جنگ طرابلس جنگ عظیم خلافت اسلامیہ آزادی وطن وغیرہ وغیرہ ہنگاموں میں مسلمان انگریزی سامراج کے مقابلہ میں سینہ تانے ہوئے

کھڑے تھے انہوں نے ایک ایسے فرقہ کے افراد کی پیٹھ پھینکا ضروری سمجھا جو خود کو مسلمان سمجھنے کے باوجود عام مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتے اور جن کے دل و دماغ میں اتنی وسعت و فراخی بھی نہیں ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے پیشواؤں کی تعریف و توصیف سنا گوارا کر لیں۔ انگریزی سامراج کی اسی غرضمندانہ حکمت عملی کا نتیجہ تھا کہ مدرج صحابہؓ کے ایک بالکل جائز و معقول حق کے خلاف قانونی مشین کے کل پزروں کو حرکت میں لایا گیا۔ اور اس کے حق کے استعمال پر پابندیاں عائد کر دی گئیں۔

**شیعوں کا افسوسناک روس** پابندیوں کا یہ قضیہ گذشتہ تیس تیس سال سے چل رہا ہے اس دوران میں انہوں کی طرف سے مفاہمت و صلح جوئی کے جس جذبہ کا اظہار کیا گیا۔

اس کی مثال دنیا میں کم ملے گی سنی اخباروں اور لیڈروں نے عام طور سے اس قضیہ سے ہمیشہ اپنا دامن بچائے رکھا۔ اور ہمیشہ ہمدردی و معقولیت کے ساتھ اس سوال کو حل کرنے کی اپیل کی بعض سنی اخبارات نے تو سنیوں کو یہ مشورہ بھی دیا کہ وہ مدرج صحابہؓ پر اصرار کرنا چھوڑ دیں لیکن چونکہ مشورہ لکھنؤ کے مقامی حالات سے بیخبر ہو کر محض جوش و راداری میں دیا گیا تھا اس لئے قبول نہ کیا جاسکا۔ مگر افسوس ہے کہ شیعہ دوستوں نے انگریزی سامراج کی حمایت کے غرے میں اخلاص و محبت کی اس پیشکش کو ہمیشہ ٹھکرایا اور آج جبکہ سنیوں نے مجبور ہو کر حکومت سے اس جائز حق کی حمایت میں مشروط اجازت نامہ حاصل کر لیا ہے وہ سنیوں کے قابلِ صدمہ و احترام پیشواؤں کو برسرِ کار گالیاں دے رہے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون!

میں نے تم کو دل دیا تم نے مجھے رسوا کیا،

میں نے تم سے کیا کیا، اور تم نے مجھ سے کیا کیا،

پھر یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ تیرے کی اس مہم میں بہت سے ایسے شیعہ حضرات بھی شریک ہیں جن کی حمایت و ہمدردی میں سنیوں نے ہمیشہ اپنا خون پانی ایک کرنا ضروری سمجھا اور جو ہمیشہ اس بات کے دعوے کرتے تھے کہ کم از کم وہ خود عمر فاروقؓ جیسے بزرگوں کو گالیاں دینا پسند نہیں کرتے بہر حال یہ بھی اچھا ہوا کہ تیرے کے اس فتنے نے بہت سے چہروں سے نقاب اٹھا دیا ورنہ کل تک کون اس بات پر یقین کر سکتا کہ راجہ صاحب سلیم پور بھی مدرج صحابہؓ کے مخالف اور تیرے کے حامی ہیں، یا سر وزیرین، انکے بھائی جناب قتل اور ان کے صاحبزادے علی ظہیر بھی اسکے سہمرا ہیں لیکن آج دنیا نے دیکھ لیا کہ شیعوں کا اصل رنگ و روپ کیا ہے یہاں ایک بات اور یاد رکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ سنی اخباروں میں سے آپ کو ایسے اخبار بہت ملیں گے جنہوں نے سنیوں کو یہ مشورہ دیا کہ وہ مدرج صحابہؓ پر اصرار نہ کریں لیکن شیعہ اخباروں میں قسم کھانے کو ایک اخبار بھی ایسا نہیں ہے جسے شیعوں سے یہ کہا ہو کہ وہ مدرج صحابہؓ پر آگ بگولا ہونا چھوڑ دیں حتیٰ کہ آج بھی جبکہ تیرے کی نامعقول مہم شروع کی گئی ہے کوئی شیعہ اخبار اس کے خلاف

آواز نہیں اٹھا رہا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ آج تک ہم جن کو اپنا بار غار سمجھتے رہے وہ ہمارے متعلق کیا نقطہ نظر رکھتے ہیں۔ سرسراڑشیوں کا بڑا روادار اخبار سمجھا جاتا ہے اور راجہ صاحب محمود آباد اور سر رضا علی جیسے افراد سے بہت معقولیت پسند اخبار کہا کرتے ہیں۔ لیکن اس کا حال یہ ہے کہ کم اپریل کی اشاعت میں تبرے کے نام سے گالیاں دینے کو جائز قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ ”غلط فہمیاں دور کرنے کی جس منطق کی بنا پر سنیوں کو مدح صحابہؓ پر اصرار ہے اسی منطق کی بنا پر ہم تبرے کو ضروری سمجھتے ہیں“ آگے چلکر یہی اخبار لکھتا ہے کہ وہ ہم تمام ہندوستان کے شیعوں کو متوجہ کرتے ہیں کہ اس وقت لکھنؤ کے شیعوں پر آلام و مصائب کا هجوم ہے وہ امتحانات کے ترغیب میں گھرے ہوئے ہیں اور گو وہ اب تک بہت پامردی سے ناموافق حالات کا مقابلہ کرتے رہے ہیں لیکن ان کی اس دینی مہم میں اعانت آپ سب حضرات کا اہم ترین فریضہ ہو چاہیے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کسی کی برائیاں کر کے مذہب کی حفاظت کرنا دنیا کے کس سے یمن مذہب میں روا ہو سکتا ہے اگر اس اصول کو مان لیا جائے تو پھر کیا شیعہ اس کے لئے تیار ہیں کہ خارجیوں کا فروغِ باب علی وغیرہ کے متعلق علاقہ اپنی مخالفانہ رائے ظاہر کرے؟ کیا پھر موجدوں کو یہ حق وہ دے سکتے ہیں کہ یرت پرستی کی مخالفت میں علانیہ جلوس نکالیں؟ علی ہذا لے یا س کیا اسی قسم کے اور سیت سے مطالبوں پر وہ جواز کی مہر ثبت کر سکتے ہیں؟

**مسلمانوں کا فرض** اب ہر حال ان حالات نے مسلمانوں کے سامنے سے غفلت کے پردے ہٹا دئے ہیں اب یہ حقیقت بالکل روز روشن کی طرح آشکار ہو گئی کہ افریقہ کے وحشی اور آسٹریلیا کے وحشی تک مسلمانوں کے سوا د ا عظم کے ساتھ حق دوستی ادا کر سکتے ہیں دنیا کے بدترین سے بدترین انسانوں سے عام مسلمانوں کو ہمدردی و اعانت کی توقع ہو سکتی ہے لیکن شیعہ حضرات ہر گز اس امتحان میں ثابت قدم نہیں ثابت ہو سکتے جس فرقہ کے سنجیدہ افراد بھی ہندوستان کے شیعوں کو تبرے کے نام پر آواز دیکر مسلمانوں کی اکثریت کے مقدس پیشواؤں کو گالیاں دینے کے لئے لکھنؤ آنے کی دعوت دے رہے ہیں ان سے ہم رنج و راحت میں شریک ہونے کی کیا توقع رکھ سکتے ہیں تلقیہ کے نام سے اپنے عقیدوں کو چھپا لیتا ان کے یہاں جائز ہی ہے اس لئے ان کے کسی عہد و سپان پر بھی بھروسہ کرنا ممکن نہیں پھر حب علی ظہیر اور راجہ سلیم پور جیسے افراد تک حکومت کے اس مشروط اجازت نامہ پر چین جیسے ہو کر اپنے بیانات شائع کر چکے ہیں اور ان کے مقابلہ میں دوسرے تمام شیعہ بزرگ منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے ہیں تو پھر کوئی اشکال باقی ہی نہیں رہتا اس لئے سنیوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ ایسے افراد سے خود کو محفوظ رکھنے کی کیا تدبیر کر سکتے ہیں اب تک رواداری و مصالحت کے جوش میں ہم نے کبھی شیعہ سنی کی تمیز کو رو نہیں رکھا راجہ صاحب سلیم پور علی ظہیر وہی تو ہیں جنکے گذشتہ الکشن کی حمایت میں مولانا حسین احمد دوڑے دوڑے پھر رہے تھے۔ لیکن آج ان لوگوں نے اس اخلاص و انسانیت کا یہ بدلہ دیا ہے ہر سال محرم کے موقع پر تعزلیوں کے جلوس کی خاطر لاکھوں

سنی حکومت سے ٹکر لیتے ہیں اور بارہا ایسا ہوا ہے کہ انہوں نے اپنا خون بہا لکھنؤ میں کو سر ملید کر رکھا ہے حالانکہ محرم کے یہ سارے ہنگامے محض شیعوں کی ایجاد ہیں اور شیعوں نے محض اخلاص و رواداری کی خاطر ان کو اپنایا ہے مگر اب جبکہ شیعوں نے اخلاص و مروت کے اس رشتہ کو توڑنے کا اعلان کر دیا ہے سنیوں کے سامنے مسئلہ صاف ہے انہیں بھی صاف طور سے شیعوں سے کنارہ کش ہو جانا چاہیے، اور علانیہ طور پر پکار کر یہ کہہ دینا چاہیے کہ جو فرقہ ہمارے مقدس پیشواؤں کی مدح سننے کا روادار نہیں اور جو ان کو برسرِ بار بار سوا کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہے اس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہمیں چاہئے کہ اپنے اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایسا انتظام کریں کہ محرم اور چیلیم کے جلوسوں اور ہنگاموں میں سنیوں کا ایک بچہ بھی شریک نہ ہو۔

حب تک تھار لبط و ضبط اٹھاتے تھے نرم و گرم

کا ہے کو میسر کوئی سے جب بگڑ گئی

سنیوں نے محض اپنے شیعہ بھائیوں کو گلے لگانے کی خاطر لاکھ حقن کئے، ان کی مجلسوں تک میں شریک ہونے سے پرہیز نہ کیا۔ مرثیے تک پڑھنے سے اجتناب نہ کیا لیکن اب سنیوں کو اپنے اس عمل پر دوبارہ غور کرنا چاہیئے انہیں دوست دشمن میں تیز کرنا چاہئے اور سب انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ جسکو وہ گلے سے لگا رہے ہیں اسکی آستین میں خنجر چھپا ہوا ہے تو پھر انہیں اپنی شرک کو بچانے کے لئے اس سے علیحدہ ہو جانا کیا پختہ عہد کر لینا چاہیئے

**حکومت یوپی سے** آخر میں ہم حکومت یوپی سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اسے اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہئے کہ شیعوں نے آجکل تبرے کے نام سے خلفائے کرام کو گالیاں دینے اور برسرِ بار

ان مقدس سہتوں کا نام لے کر ان کو سوا کرنے کی جو ہم شروع کر رکھی ہے وہ کسی وقتی قانون کی خلاف ورزی نہیں ہے بلکہ تعزیرات ہند کی ایک کھلی ہوئی صاف و صریح مستقل دفعہ کی خلاف ورزی ہے، مدح و صحتاً تعزیرات کا جرم نہیں ہے بلکہ اسے جبراً جرم بنایا گیا ہے لیکن تبرا تعزیرات کا جرم ہے جس طرح رام چندر شری کرشن، گوتم بھد اور عیسیٰ مسیح کو گالیاں دینا جرم ہے اسی طرح ابوبکر، عمر، عثمان کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرنا بھی تعزیرات ہند کا جرم ہے اس لئے حکومت کو چاہئے کہ وہ قانون کے اس کھلے ہوئے فرق کو نظر انداز نہ کرے یعنی شیعہ تبرابازوں کی گرفتاری دفعہ ۱۰۷ کے تحت نہ ہونی چاہئے بلکہ دفعہ ۲۹۸ کے تحت ہونی چاہئے۔

علاوہ ازیں ہم حکومت پر یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن اپنے مذہبی پیشواؤں کی امانت و حیرتی کو برداشت کر لینا اس کے پارائے ضبط سے باہر ہوتا ہے مسلمانوں کے اس جذبہ کا اظہار بارہا ہو چکا ہے جس سے ہر شخص باخبر ہے، اس لئے حکومت کو چاہئے کہ تبرے کے اس فتنہ کو معمولی فتنہ نہ سمجھے یہ ایک نہایت تباہ کن اقدام ہے اور اس لئے مسلم عوام کے دل و دماغ کو اشتعال سے بچانے کے لئے اسے کوشش ہو

دیہ بے گناہ چاہئے اس سلسلہ میں لکھنؤ کے شیعوں کی توہم بھی ان کے اس حدودہ اشتعال انگیز و آزار رومیہ کی طرف مندرجہ کرادینا ضروری سمجھتے ہیں اگرچہ ہم یہ جانتے ہیں کہ ہماری اس مخلصانہ درخواست کا اثر ان پر کچھ نہ ہوگا۔ لیکن پھر بھی ہم اپنا فرض ادا کئے دیتے ہیں انہیں مسلمانوں کے ان نازک جذبات و احساسات کا خیال کرنا چاہئے جن کو مشتعل کرنے کے لئے انہوں نے یہ قدم اٹھایا ہے۔ ہم شیعوں کو ان کے اس خطرناک اقدام کی خطرناکیوں سے پوری طاقت کے ساتھ آگاہ کر دینا چاہتے ہیں اور یہ فرض کرتے ہوئے کہ سارے شیعہ برے باز نہیں ہیں ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ قبل اس کے کہ آگ کی بیخکاری بھڑک کر شعلہ بنے وہ اپنے ہم مذہب بھائیوں کو اس نامعقول رویہ سے باز رکھیں اس وقت یہ نبرے باز شیعہ جوش میں مست ہیں۔ اور انہیں اس بات کا کچھ احساس نہیں کہ ان کی اس تحریک کے نتائج کیا ہونگے لیکن ہم انہیں بتلائے دیتے ہیں کہ آخر میں اس حرکت پر خود ان ہی کو پھٹنا پڑے گا شیعوں کی تعداد سارے ہندوستان میں ساٹھ ستر لاکھ سے زیادہ نہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک کروڑ مان لیجئے اس لحاظ سے وہ کل مسلمانوں کے مقابل میں آٹھ دس فی صدی سے زیادہ نہیں۔ اگر مسلمانوں میں ان کے خلاف نفرت و عناد کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ تو پھر انہیں سوچنا چاہئے کہ اس کے اثرات ان پر کیا ہونگے۔ اپنے تحفظ کے لئے وہ زیادہ سے زیادہ ہی کر سکتے ہیں کہ خود کو ایک جداگانہ اقلیت قرار دیکر مسلمانوں سے الگ ہو جائیں، لیکن کیا اس طرح ان کا بھلا ہو سکے گا؟ ہر کروڑ انسانوں کی اس بھڑ میں ایک کروڑ کی کیا حیثیت ہے۔ اس وقت تو مسلمانوں میں شامل ہونے کی بنا پر سینکڑوں رعایتوں سے صرف ان ہی کی اکثریت فائدہ اٹھا رہی ہے۔ لیکن اگر کل کو مسلمان ان سے بظن ہو گئے تو پھر وہ ساری رعایتیں جو مسلمانوں کے نام پر انہیں حاصل ہیں کہاں باقی رہیں گی۔ بہر حال ہم اس نامعقول و دل آزار رویہ کے باوجود جو لکھنؤ کے شیعوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اب بھی تمام شیعوں کی طرف سے ناامید نہیں ہیں ہم اب بھی ان کو اپنا بھائی سمجھ کر گلے سے لگا لینے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ وہ بھی ہمارے ساتھ اسی قسم کے سلوک کا اظہار کریں۔ لیکن اگر وہ یہ چاہیں کہ مدح و صفا سے چڑ کر اور اس جائز حق کے خلاف طوفان بے تیزی مچا کر وہ سنیوں کے دل میں اخلاص و محبت کی کوئی ہلکی سی ریت بھی باقی چھوڑینگے، سو۔

اس خیال است و محال است و جنوں

(”مدینہ“ ۹ اپریل ۱۹۲۹ء)

علمی جواب: گذشتہ چارپانچ سال کے رسائل شمس الاسلام کے کچھ پرچے موجود ہیں۔ جو بہت حلیہ نایاب ہو جائینگے۔ اور پھر کسی قیمت پر نہ مل سکیں گے۔ شائقین رعایتی قیمت پر دو آؤ انہی پرچہ کے حساب منگوا سکتے ہیں۔ حملے کا پتہ لا، نیچر سالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)



# انصار المسلمین کیسلا و نہرہ کا شاندار اجتماع

ٹیکسلا و علاقہ نہرہ میں انصار المسلمین کی تحریک سرعت کے ساتھ ترقی پذیر ہے، اس تحریک کا مقصد مسلم نوجوانوں کو اسلامی اصول کے ماتحت منظم کرنے ان میں عسکریت کا جذبہ پیدا کرنا ہے تحریک خاکساران کے باعث امت مسلمہ میں جوشت و افراق رونما ہو رہا ہے اس کا انداز بھی اس جماعت کے پیش نظر ہے۔ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۹۷ء کو تمام علاقہ کے مسلمانوں کا شاندار جلسہ انجمن انصار المسلمین ٹیکسلا کی سرپرستی میں منعقد ہوا حضرت صاحبزادہ محمد زین الدین صاحب سجادہ نشین نرگ ضلع میانوالی، حضرت صاحبزادہ مولانا احمدین صاحب سجادہ نشین مکھڑ شریف، حضرت مولانا ظہور احمد صاحب امیر مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ، و قائد تحریک انصار الاسلام، مولانا امیر شاہ صاحب خوشابی، مولانا عبدالرحمن صاحب میانوالی، مولانا عبدالحی صاحب بھوئی، مولانا قاضی شمس الدین صاحب ہزاروی، مولانا محمد علم الدین صاحب کیملپوری و دیگر اکابرین ملت اس اجلاس میں شامل ہوئے جناب غایت اللہ صاحب مشرقی کو بھی دعوت نامہ بذریعہ ریسٹری ارسال کیا گیا تھا۔ مگر انیسویں کہ مشرقی صاحب نے دعوت اتحاد کو ٹھکرا دیا۔ ۴ اپریل کو پھر بذریعہ تار ان سے شمولیت کی درخواست کی گئی۔ لیکن انہوں نے جوابی تار میں کسی قسم کے سمجھوتہ سے انکار کر دیا مشرقی صاحب کے اس طرز عمل سے تمام علاقہ کے مسلمانوں کے دلوں میں ان کے خلاف رنج و لہم کی لہر دوڑ گئی، علمائے کرام کی بصیرت افزائی سے حاضرین بے حد غصہ ہوئے جلسہ میں مدد جمعہ قبیل اتر رادیں پاس ہوئی۔

۱، ہر گاہ ملت اسلامیہ کے اتحاد و ترقی کے بلند مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اہل سنت نے ہمیشہ اپنے مذہبی اصولوں سے برتتے ہوئے شیعوں کو ہمیشہ اپنے دامن میں پناہ دی اور مداخلت فی الدین سے کام لے کر ان کے مذہبی مراسم میں نہ صرف شامل ہوئے بلکہ شیعوں کے حقوق تعزیر داری وغیرہ کے حصول کیلئے ہزاروں کی تعداد میں جو و ستم قید و بند کا شکار ہوئے۔ اسکے باوجود شیعوں نے اپنی علیحدہ شیعہ پولیٹیکل کانفرنس بنا کر سیاسی لحاظ سے بھی ملت اسلامیہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اہلسنت نے اس کو بھی نہ صرف برداشت کیا بلکہ اپنی سیاسی بصیرتی سے کام لیکر اتحاد کے جوش میں اپنی سیاسی جماعتوں میں نہ صرف شیعوں کو شامل رکھا بلکہ شیعوں کی قیادت میں سیاسی پروگرام پر عمل کرنا منظور کر لیا۔ مگر شیعوں نے اہلسنت کے سیاسی جمود سے ناجائز فائدہ حاصل کر کے ان کے سیاسی تمدنی و مذہبی حقوق پر دست درازی شروع کر دی، مدح صحابہ کے خلاف آواز بلند کر کے شیعوں نے سنی دنیا کو چکادیا تھا۔ اب تبرائیج ٹیشن کا آغاز کر کے سنی و شیعہ اتحاد کے امکان کو ہمیشہ

کے لئے ختم کر دیا ہے۔ پنجاب اسمبلی کے شیعہ ممبران نے اپنے چچانوے فیصدی سنی دوڑوں کے مذہبی حقوق کو کچلنے کے لئے قصور کو مسادات چک عبدالحق و دیگر مقامات چرس سیاسی محم کا آغاز کر رکھا ہے اور جس مذہب و قوم طریقہ سے حکومت پنجاب کو شیعوں کے ناجائز مطالبات تسلیم کرنے کے لئے مجبور کیا گیا ہے اس سے اہلسنت کے قلوب میں ہیجان عظیم پیدا ہو چکا ہے نیز اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے شیعوں کا کوئی چھوٹا یا بڑا لیڈر، مولوی و مجتہد اسمبلی کا ممبر یا سیاسی قائد تیرا بھی پیشین اور اہل سنت کے خلاف شیعوں کے جنگی محاذ کے خلاف آواز بلند کرنے کے لئے تیار نہیں ہے بنابرین مجالس انصار المسلمین ٹیکسیلا و ہزارہ کا یہ شاندار نمائندہ اجتماع شیعوں کی اس منظم لویش کو مسلمانوں کی حیات اجتماعی کے لئے تباہ کن اور فتنہ و فساد و خونریزی کا پیش خمیہ قرار دیتا ہے نیز شیعہ لیڈروں کو متنبہ کرتا ہے کہ ان کی قوم کی امن سوز سرگرمیوں کا جو خوفناک نتیجہ برآمد ہو گا۔ اسکی واحد و نہاری ان ہی پر عائد ہوگی۔

(۲) مجالس انصار المسلمین علاقہ ٹیکسیلا و ہزارہ کا یہ شاندار نمائندہ اجتماع حکومت پنجاب کو متنبہ کرتا ہے۔ کہ شیعہ ممبران اسمبلی و شیعہ انجمنوں کے ناجائز مطالبات سے مرعوب ہو کر اہل سنت کے حقوق پر دست درازی سے باز رہے، ورنہ اس کو سنیوں کی طرف سے منظم و عالمگیر شورش کا مقابلہ کرنا پڑے گا،

(۳) مجالس انصار المسلمین علاقہ ٹیکسیلا و ہزارہ کا یہ شاندار نمائندہ اجتماع، قصور کو مسادات چک عبدالحق کے مظلوم سنیوں کے ساتھ کامل ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور انہیں اپنی طرف سے کامل امداد و تعاون کا یقین دلاتا ہے۔

(۴) مجالس انصار المسلمین علاقہ ٹیکسیلا و ہزارہ کا یہ شاندار نمائندہ اجتماع شیعوں کی علیحدہ سیاسی تنظیم، اور پچانوے فیصدی سنی دوڑوں کے نمائندہ شیعہ ممبران اسمبلی کی فرقہ وارانہ سامعی کو مد نظر رکھتے ہوئے اہلسنت کی علیحدہ سیاسی تنظیم کو ضروری قرار دیتا ہے، اور سنی دوڑوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ کسی الیکشن میں بھی شیعہ امیدوار کو ووٹ دیکر اہل سنت کو تباہ کرانے میں امداد نہ کریں۔

(۵) مجالس انصار المسلمین علاقہ ٹیکسیلا و ہزارہ کا یہ شاندار نمائندہ اجتماع حکومت سرحد و حکومت پنجاب کو مسٹر غنائت اللہ خان المشتقی کے ان بیانات کی طرف توجہ دلاتا ہے جنہیں اس نے علمائے اسلام کو واضح الفاظ میں ہلاک کرنے کے لئے استعمال دلایا ہے۔ نیز خاکساروں کی امن سوز و اشتعال انگیز حرکات جو مسلمانوں کے لئے صبر آزما و تکلیف دہ ثابت ہو رہی ہیں حکومت کے ذمہ دار حکام کے لئے قابل غور ہیں، اس لئے امن عام کی بحالی کے لئے حکومت کا فائدہ ہے کہ ایسی دشمن امن جماعت کی مفسدانہ حرکات کے افساد کے لئے مناسب کارروائی کرے نیز مشرقی نے اپنی مل کتابوں اور اخبارات و دیگر لٹریچر میں اسلام کے مسلمہ اصولوں اور بزرگان دین کے خلاف جس انسانیت سوز طریقہ سے مسخر و استہزا سے کام لیا ہے یہ شاندار نمائندہ اجتماع اس کے خلاف

انتہائی نفرت و حقارت اور رنج کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایسے دلائل و اطرین پر جو مضبوط کر کے مسلمانوں کے دلوں کو مطمئن کرے۔

(۶) مجالس انصار المسلمین علاقہ ٹیکسیلا و نیرارہ کا یہ شاندار نمائندہ اجتماع حکومت یوپی کے اس طرز عمل کی مذمت کرتا ہے کہ وہ لکھنؤ میں تباہ کرنے والے شیعوں کو تعزیرات ہند کے دفعہ ۲۹۸ کے بجائے وقتی و ہنگامی قانون یعنی دفعہ ۱۰۰ ضابطہ فوجداری کے ماتحت گرفتاری کر کے قانون کے احترام کو بالائے طاق رکھ رہی ہو مسلمانان ہند صحابہ کرامؓ کے خلاف تبرائی بازی کو کسی صورت میں بھی نہیں برداشت کر سکتے اور اس خلاف انسانیت فعل کی رکاوٹ کے لئے مسلمان اپنی آخری و انتہائی قربانی سے بھی دریغ نہ کریگا۔

نیز جلسہ گاہ کے قریب ہی فوجی کیمپ تھا جہیں انصار سپاہی و پیرے ڈلے ہوئے تھے آخری اجلاس کے اختتام پر سپاہیوں نے نہایت ہی شاندار طریقے سے مصنوعی جنگ کا مظاہرہ کیا مصنوعی توپوں اور رائفلوں، بموں کی مہیب آوازیں قریبی پہاڑوں سے نکل کر حاضرین کو محو حیرت بنا رہی تھیں۔

## قصور پیش سنیوں پر مظالم کی داستان

پنجاب شیعہ پولیٹیکل کانفرنس اور پنجاب اسمبلی کے شیعہ ممبروں کے ایجنڈیشن سے متاثر ہو کر سرسکندری حکومت نے سنیوں کے احتجاج کی پرواہ نہ کر کے ذوالجناح کے جلوس کی اجازت دیدی ہے، حالانکہ قصور کے ۲۹ سنیوں کے جذبات کو مجروح کرنے اور صرف یکصد شیعوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی پالیسی کسی طرح جائز نہ تھی، حسب فیصلہ انجمن انصار المسلمین قصور و مسلم لیبر پارٹی قصور ۱۰۱۹ محرم کی درمیانی شب کو مسلمانان قصور کے عظیم الشان جلسہ میں ذوالجناح کو روکنے کا فیصلہ ہوا۔ اور رسول نافرمانی عدم تشدد کی اقتدائیں ہونی قرار پائی، یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۹ محرم کے دن تمام اسلامیان قصور نے احتجاج کے طور پر مکمل ہڑتال رکھی ۱۰ محرم کو گیارہ بجے امام باڑہ قصور سے جلوس ذوالجناح نکلا جس پر نظم طریق پر پانچ پانچ رضا کار پر اس طریق گرفتاریاں دینے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے رہے ۹۰ گرفتاریاں کرنے کے بعد پولیس نے مزید گرفتاریوں کے لئے انکار کر دیا جس پر سبک میں از حد ہیجان پیدا ہو گیا، اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان رٹک پر جلوس ذوالجناح کے آگے لیڈ گئے پولیس نے سجد سختی کیساتھ لاٹھی چارج کیا۔ اس منظر سے پیشتر جھٹا بندی کا دردناک وقت یہ تھا کہ دس بارہ اور چودہ سال کے بچے اٹریاں اٹھا اٹھا کر اور اپنی عمر زیادہ زیادہ تباہ کرنے آپ کو پیش کرتے تھے مگر انجمن ہند کے اراکین انکو تسلی دیتے اور امداد کرتے رہے۔ باوجود روکنے کے بھی تقریباً ۱۵ لڑکے زبردستی گرفتار ہوئے گرفتار شدگان میں مندرجہ ذیل اصحاب کے نام

سرنگ پری رینگار پری شید اسلام قصور۔ حافظ حاجی محمد شفیع صاحب رازہ قصور

قابل ذکر ہیں جناب سید مبارک علی شاہ صاحب ہمدانی میونسپل کشر قصور۔ چودھری محمد عاشق صاحب نائب صدر مجلس احرار اسلام قصور، شیخ خادم حسین صاحب سیکرٹری مسلم لیگ پارٹی قصور، مولوی فضل حسین صاحب ایٹخ دوست محمد صاحب خلیفہ الرشید مسٹر عبدالکریم صاحب سیرٹریٹ لاسٹرک پر لیٹے ہوئے سنی مسلمانوں پر تشدد کے ساتھ لاٹھی چارج ہوا۔ بعد ازاں پبلک سے خست باری بھی ہوئی اور پولیس بھی ہر دس منٹ کے بعد لاٹھی چارج کرتی رہی اور ہر گھر کے لاٹھی چارج کے بعد مسلمانوں کا جم غفیر ٹرک روک لیتا۔ لاٹھی چارج سے بہت سے سنی مسلمان مجروح ہوئے اور دو اشخاص کے بازو بھی ٹوٹے جنکو فوراً ہسپتال لے جایا گیا۔ انہیں کی صحیح ندر اور معلوم نہ ہو سکی۔ فوراً انتظام پر تقریباً بیس اشخاص کو ہسپتال لے جایا گیا اور بقایا کو پرائیویٹ ڈاکٹر سے ملاحظہ کے بعد مرہم پی کرانی گئی جس میں ڈاکٹر محمد بشیر صاحب میونسپل کشر قصور کی خدمات قابل اعتراف ہیں جلوس ذوالجناح بدقت پہنچے تاکہ پل حصہ راستہ طے کر سکا۔ سرکل روڈ کے اختتام پر دو نوجوان سنی مسلمان لڑکوں نے گھوڑے پر چھلانگ لگائی اور اس کو بھٹکالے جانے کی کوشش کی جب پھر گھوڑے پر کے تمام بھول ٹرک پر گر گئے۔ پولیس نے سخت زد و کوب کر کے دونوں کو گرفتار کر لیا۔ شیعوں نے بھی ان شتہ مجاہدوں پر سنگل باری لے کر پہنچے اس باعث کا اختتام ہوا۔ اس کے بعد تمام شہر میں پولیس تعینات کر دی گئی۔ بیشتر از وقت جلوس شہر کے متعدد دروازے بند کر کے پولیس متعین کر دی گئی تھی تاکہ پبلک کو فراغت کر نیسے روک کر شہر میں ہی بند رکھا جائے، مگر پبلک میں اس قدر ہجان تھا کہ وقت سے بیشتر ہی امام ہاڑہ کے سامنے میدان میں جمع ہو کر اسلام زندہ باد زور سے تکیہ بلند کرتے تھے، شام کو گرفتار شدگان کو زیر دفعہ ایچ غیر مشروط طور پر رہا کر دیا گیا۔ دوسرے دن تمام شہر کی نماز جمعہ عید گاہ قصور میں پڑھی گئی جس میں پولیس کے متشددانہ رویہ پر اظہار نفرت کرتے ہوئے آزاد تحقیقاتی کمیٹی کے تقرر کا مطالبہ کیا گیا اور مجاہدین کو مبارک باد پیش کی گئی تقریباً ایک ہفتہ بعد پولیس نے زیر دفعہ ۱۴۷، ۱۴۹، ۳۳۲ چیدہ چیدہ اراکین انجمن کے علاوہ چند دیگر زخمی اصحاب کے ان ہر دو نوجوانوں کو جنہوں نے گھوڑے پر چھلانگ لگائی تھیں گرفتار کر لیا اور پانچ پانچ صدر و سپہ کی حاضر ضمانت اور مچلکے پر رہا کیا اور بتایا کہ ان کے خلاف پبلک کو اٹھانے اور خست باری نہ کرنے یا کرانے کے الزام پر مقدمہ چلایا جائے گا، گرفتار شدگان ۱۷ اصحاب میں سے مندرجہ ذیل نام قابل ذکر ہیں :-

حاجی کریم بخش صاحب رئیس ستوکی و صدر انجمن انصار المسلمین قصور، قدا حسین سیکرٹری انجمن انصار المسلمین قصور، مولوی منظور الحق صاحب خطیب جامع مسجد قصور، مولوی نظام دین صاحب و سید معروف علی شاہ صاحب برادر سید مبارک علی شاہ صاحب میونسپل کشر قصور، پیر سید نذیر احمد شاہ صاحب، سید حسین علی شاہ صاحب، مسٹر نواب الدین صاحب سیکرٹری انجمن شید اسلام قصور، مولوی بکرت علی صاحب نشی فاضل وغیرہ وغیرہ، ان تمام

حالات کا تفصیل اور حالات آن ایڈیٹور پولیس شہر کو براؤڈ کاسٹ ہوا۔ حالات دستاویز کان کوئی اطلاع پیشی و غیرہ موجود نہیں ہوئی۔

# عرض حال

**تبلیغ احکام الہی** { حزب الانصار کے تبلیغی وفد نے لسرکردگی امیر حزب الانصار اضلاع شاہ پور و کیمپور کا دورہ کیا۔ جوڑہ کلاں تلم گنگ، پنڈی گھیب، کیمپور، شکرورہ، پٹنار و اوڑیسکسلہ میں شاندار تبلیغی جلسے منعقد ہوئے تلم گنگ میں چھ روز قیام رہا۔ اس عرصہ میں وہاں چار جلسے منعقد ہوئے، آل انڈیا پولیٹکل احرار کانفرنس پٹنار کے اجلاس میں امیر حزب الانصار کی معرکہ الکر اتقرریا کسارت کے لئے پیام برگ ثابت ہوئی۔ ٹیکسلہ میں انصار المسلمین کا عظیم الشان سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس کی کارروائی اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے۔ ۲۱ اپریل کو وفد کا دورہ ختم ہوا۔ مولانا منیر شاہ صاحب نے وفد سے علیحدگی کے بعد بھوئی بدھو اور سرائے صالح اور راولپنڈی کا دورہ کیا مولانا حبیب اللہ صاحب امرتسری ابھی تک ضلع کلیل پور کے دیہات کا دورہ کر رہے ہیں، امیر حزب الانصار نے ۳۱ اپریل کو خوشاب کے اسلامی اجتماع میں سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

**تنظیم و عسکریت** { مسلم نوجوانوں میں صحیح اسلامی اصولوں کے ماتحت تنظیم و عسکریت کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ”فوج محمدی“ قائم کی گئی تھی۔ فوج محمدی کے سپاہیوں کو انصار الاسلام کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے انصار الاسلام کی تحریک خدا کے فضل و کرم سے سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے، اب تک کمی نر نوجوان اس سلسلہ میں منسلک ہو چکے ہیں۔ موضعہ ۱ اپریل کو بمقام ٹیکسلہ قائمین تحریک کا ایک جلسہ شادرت منعقد ہوا انصار الاسلام کی عسکری تنظیم کو کامیاب بنانے کے لئے ”ادارہ اسلامیہ سکریہ“ قائم کیا گیا ہے فی الحال ادارہ کا مرکز ٹیکسلہ قرار پایا ہے مولانا محمد داؤد صاحب ناظم اور حضرت صاحبزادہ محمد زین الدین صاحب سجادہ نشین برگ ضلع میانوالی ناظم اختساب منتخب ہوئے ہیں۔ حزب الانصار کے امیر کو ادارہ کا بھی امیر مقرر کیا گیا ہے مسلمانوں کو ہر جگہ انصار الاسلام کی تحریک کو فروغ دینا چاہئے، ادارہ اسلامیہ سکریہ کی شاخیں تمام ملک میں قائم ہونا ضروری ہیں۔ جہاں جہاں مسلم نوجوان کسی اسلامی عسکری نظام میں منسلک ہونے کے خواہشمند ہوں۔ وہ مولانا محمد داؤد صاحب ناظم ”ادارہ اسلامیہ سکریہ“ ٹیکسلہ ضلع راولپنڈی سے خط و کتابت کریں، حزب الانصار کے ارکان اسلام کے عسکری نظام کو ملک کے طول و عرض میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ نئے نئے فتنوں بالخصوص فتنہ مشرقیت کا مقابلہ کرنے کے لئے ایسی تنظیم کا وجود بے حد ضروری ہے۔ ادارہ اسلامیہ سکریہ نے پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں فوجی مظاہروں اور عسکری کیمپ لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس وقت تک چھ ماہ کے عرصہ میں

پانچ ہزار سے زائد نوجوان اس تحریک میں شامل ہو چکے، میانوالی، بھیرہ، ٹیکسہ سہری پور ہزارہ و دیگر مقامات پر فوجی مظاہرے نہایت کامیاب رہے ہیں۔ جو لوگ اس نازک دور میں اسلام کے تحفظ اور مسلمانوں کی سر بلندی کا جذبہ اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ انہیں بہت جلد اس مبارک تحریک میں شامل ہو جانا چاہئے۔

حضرت صاحبزادہ محمد زین الدین صاحب کی مساعی جمیلہ سے تونسہ شریف کے تمام خاکسار سوائے ان کے سالار کے ثابت ہو چکے ہیں۔ مولوی حبیب الرحمن صاحب اگر دہلی کی خاکساریت پر و سرگرمیوں کے انسداد کیلئے اور ان سے مقامیت کے لئے ادارہ اسلامیہ سکریم کی طرف سے مولانا محمد داؤد صاحب مولانا عبدالرحمن صاحب میانوی مودعہ ۱۱ اپریل کو حسن ابدال شریف لے گئے۔ وہاں تین گھنٹے تبلیغ کا قریضہ ادا کرنے کے بعد واپس ٹیکسہ پہنچ گئے مولوی اگر دہلی صاحب کو گھر سے باہر نکل کر گفتگو کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ اور مسلمانان قصبہ پر سختی واضح ہو گیا،

فالحمد للہ علی ذالک

## تبلیغی کتب میں

قادیانی لٹریچر سے خاص واقفیت رکھتے ہیں اسلئے یہ کتاب مبلغین اسلام کے لئے بے حد مفید ثابت ہوگی قیمت ۸۔

**ہدایات القرآن**، عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن کا مبلغ رد۔ نیز اسی رسالہ کے ذریعہ میزائٹوں کے مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں۔ عیسائی لاکھوں کی تعداد میں "حقائق قرآن" کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے قیمت فی سیکڑہ سات روپے فی نسخہ ایک آنہ

**تحریک قادیان**، مولف جناب ریحیب صاحب مالک اخبار سیاست لاہور قادیان کے عقائد پر مکمل تبصرہ اور رد، قیمت ایک روپیہ

**مباہلہ مالک طیب** مولانا عبدالکریم صاحب مولوی فاضل ایڈیٹر مباہلہ کے نام نامی سے ہر لکھا پڑھا آدمی واقف ہے مولانا محمود روح قادیانیوں کے زبردست مبلغ تھے آپ نے قادیانیت سے قطع تعلیق کے بعد قادیان کے سرسبز رازوں کا انکشاف اس حیرت سے کیا کہ قادیان کے در و دیوار لرز گئے میزائٹوں کے قصہ خلافت میں مل جل چکے گئی آپ نے حال ہی میں میزائٹوں کی پاکٹ بک کے جواب میں مباہلہ پاکٹ بک تصنیف فرما کر مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا ہے ساڑھیسی نہایت خوشنما، جلد چہرہ سہری حروف میں کتاب کا نام لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب میں میزائٹوں کا رد لٹین سپریم میں بطور جدید کیا گیا ہے پولینا مدرج

مجلت کاپیتالی، میجر سالہ شمس السلام بھیرہ (نخواب)



کا نزول جناب امیر کے شان میں کہتے ہیں۔ مگر اس سے افضلیت مطلقہ ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ آیتہ شریفہ سے قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ کہلانے والے کسی ہیں اور خود شیعوں کی روایتوں سے ثابت ہے کہ وہ جناب امیر و حضرت سیدہ اور آپ کی خادمہ وغیرہ ہیں کما سجدی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور وصف مشترک سے فضیلت خاصہ نہیں ثابت ہو سکتی۔ البتہ اگر حضرت مستدل میں فہم کا مادہ ہوتا۔ تو اس سے یہ استدلال کر سکتے تھے کہ بھجوائے پڑھے گھر کی پڑھی ملی حضرت امیر کے گھر کی لوٹدی بھی خلفائے ثلاثہ سے افضل ہو مگر خلفائے ثلاثہ کے مقابل میں ایسی تعریف کرنی جس میں جناب امیر کی خادمہ بھی آپ کے مساوی ہو حیرت انگیز و تعجب چیز ہے۔ سبحان اللہ دعویٰ تو یہ کہ جناب امیر جناب سید المرسلین کے بعد علی الاطلاق افضل الاولین والآخرین ہیں۔ اور دلیل ایسی کہ آپ کے گھر کی لوٹدی بھی آپ کے مساوی ٹھہرے آپ کی یہ منطق بھی اسی شعر کے مطابق ہے شعر

کہ رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

یا یوں کہیے کہ یہ دلیل جناب امیر کے لئے مثبت افضلیت مطلقہ ہے یا نہیں بصورت اول آپ کی خادمہ بھی بوجہ اشتراک فی الوصف افضل الاولین والآخرین ہوگی وھو باطل بالاضوۃ اور بصورت ثانی فضیلت جبری سے خلفاء ثلاثہ پر افضلیت کلی نہیں ثابت ہوگی کما لا یخفی وھو المدعی فالحمد للہ علی ذلک

**ثانیاً۔** بگوش ہوش سنو کہ بوجہ کثرت اختلاف و نہافت روایات اکابر شیعہ مان گئے ہیں۔ کہ یہ سارے قصے موضوع ہیں ان کی کوئی اصل نہیں۔ پھر کیا ہے، سارا جھگڑا طے ہوا۔ استشہاداً منتهی الکلام کی ایک عبارت نقل کی جاتی ہے۔ پس بدانکہ اگر کسے روایات شان نزول آیات سورہ ہل اتی کہ در حق حضرت امیر و جناب سیدہ و حسنین و فضہ کثیر انشاء و تفسیر اہل بیت و فرات بن ابراہیم و مجمع البیان و تفسیر صافی و علوی و صابری و عسالی و کاشانی و جرجانی و رازی و تالیفات معری و مالی شیخ و امثال آں مروست حج کند سر خود را بدیوار حسرت خواہد زد و بتقلید مجلسی و جاسسی و قدمائے اشیاں۔ البتہ حکم بوضع اصل آہنم تھا کہ و اتہی۔ پس جب آپ کے امام سید و ہم ملا مجلسی و دیگر معتمدین متقدمین شیعہ نے اس قصہ کو بالکل موضوع و بے اصل کہ دیا پھر ایسے جھوٹے واقعہ سے استدلال ہی کرنا محض فضول ہے یا ابلہ فریبی۔ ہاں صاحب

**ظلمت کفر** نے جو وہمی و خیالی لڑکوں میں مناظرہ کرا کے اور وہمی سنی کو خیالی شیعہ بنا کر اپنا اور اپنے تمام مجتہدین اور قبلہ و کعبہ کا رجن بے چاروں کو بمقابلہ علمائے اہلسنت بولنے کی قدرت نہیں ہوتی۔ تقریری مناظرہ کا نام ان کے حق میں لاجل کا کام دیتا ہے جسکو یا خبر حضرت نجفی جانتے ہیں دل خوش کر لیا ہے اگر وہ ان ہی خیالی و وہمی دلائل سے کسی خیالی علی کی افضلیت ثابت کر لے تو کچھ بعد نہیں۔ اور نہ اہلسنت کو مضر

اب مسئلہ کے اس دعویٰ کی کہ حضرت امیر تین روز بھوکے رہے کیفیت شئی منتهی الکلام میں ہے "اختلاف  
نہم آنکہ سہ روز مسکین و یتیم و اسیر سہم آمدند۔ با این واقعہ غیر از یک شب وقوع نیافتہ، حدیث جعفری و تفسیر  
اہل بیت با و از بلند اندامی دہد کہ مجتہد و ذاب سائلین جز یک وقت افطار پیش نہ بود و روایت صاحب  
اقبال و غیر او کہ اثنی عشرت در شب سبت و پنجم ذی الحجہ واقع شد و نزول سورہ در روز سبت پنجم اس  
ماہ است نائید آں میکند و احادیث دیگر اقتضائے آں مے نماید کہ روز اول مسکینے وقت افطار آمد و روز  
دوم یتیمے حلقہ بر در زد و در روز سوم اسیرے سوال کرد کہ دو ہر سہ روز این ہر سہ بزرگ ہر سہ قرص نان  
جو میں رائے بخشیدند و خوردن قطرات آبی قناعت میگزیدند و حسین را نیز گرسندی داشتند، (تھی،  
پھر جب بحسب روایات امامیہ یہ بھی متعین نہیں کہ ایک دن مساکین وغیرہ کو کھلایا یا تین دن۔ تو ایک شق  
کو بلا مرجع اختیار کرنا آداب مناظرہ کے خلاف ہے صاحب منتهی الکلام و علہ اللہ تعالیٰ دار السلام نے  
اس واقعہ کے متعلق پچیس اختلافات روایات شیعہ سے نقل کر کے لکھ دیا ہے کہ یہ چند اختلافات بطور نمونہ  
لکھ دئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی شیعوں کے گویا غیر متناہی اقوال منضادہ و روایات متعارضہ موجود ہیں  
اللہم النص من نصی دین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اجعلنا منہم و اخذل  
من خذل دین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نزعنا منہم آمین، فی الحقیقت  
شیعوں نے دین کو لعبہ طفلان بنا رکھا ہے۔ جیسا موقع بلا ویسی روایت گھڑ لی۔ نہ صدق و دیانت سے  
سرکار نہ شرم و حیا کی ضرورت نہحم ماقبل

صدق را بگذاشتی اے ناخلف  
عدل را بایے چرا کردی تلف  
نور ایمان و حیار را رنجی  
از تو کے راضی شود شاہ نجف

گرچہ ایسے باطل قصہ کے متعلق اقوال اکابر اہلسنت کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں جبکہ خود اکابر شیعہ  
موضوع اور منقذی کہ چکے مگر متمیما للفقائدہ اصحاب کی عبارت نقل کرتا ہوں۔ فضہ نوبیہ خادمہ فاطمہ زہرا رضی اللہ  
عنا کے بیان میں لکھتے ہیں عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ یوفون بالذرا لا یتہ قال مرض الحسن  
والحسین فعاد بہما جد ہما صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و عاد ہما عامۃ العرب فقالوا لا یتہما  
لوفد ردت فقال علی ان عوفیا صیام ثلثۃ ایام شکر اذ قالت فاطمہ کذ لک و قالت جادۃ  
لہما ینقال لہما فضۃ التبرید فذ کسی حدیثنا طور دلا قال

قولہ حضرت علی رات کو روٹیاں کر پر باندھ کر گلی کوچوں میں محتاجوں کو تلاش کر کے دیتے تھے،  
چنانچہ بعد شہادت آپ کے بہت سے مجبور اپنا بیج لوگوں نے کہا۔ کہ چند روز سے نہ معلوم میرا خبر لینے والا کہاں

کیا ہے **اقول** یہ قصہ بھی محض بے جوڑ ہے ادنیٰ عقل والا بھی بوجہ چند اس کے بے سرو پا ہونے کا یقین کر سکتا ہے (۱) یہ تو ظاہر ہے کہ جناب امیر کرم اللہ وجہہ کو فہمی کے گلی کوچوں میں روٹیاں تقسیم کیا کرتے ہونگے پس کیا عقلاً ممکن ہے کہ خلیفہ وقت کا انتقال ہو جاوے اور اسی شہر کے رہنے والوں کو کئی دن تک خیر نہ کر کئی دن کے بعد مجبور لوگ کہنے لگے نہ معلوم میری خیر لینے والا کہاں گیا۔ اگر یہ کہو کہ حضرت اپنا اسم شریف ان سے نہ ظاہر کیا کرتے تھے۔ اس لئے ان کو آپ کی خبر شہادت سے اپنے اسی خادم کے انتقال کا جو سید القوم خادمہ کامصدق تھا یقین نہیں ہوا۔ تو اولاً مجھے آپ کے اس فضل و کمال سے ذرہ برابر انکار نہیں۔ ہو کچھ بعید بھی نہیں۔ آپ کی ذات جامع الکمالات اس سے کہیں اعلیٰ و ارفع تھی رضی اللہ عنہ دعن اولادہ الکرام مگر ہاں اس سے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہ پر افضلیت ثابت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ سچ پوچھو تو اس سے حالت دن کو نکلنا نفس پر زیادہ دشوار ہے رات کو یہ کام تھوڑی ہمت والا بھی کر سکتا ہے ہاں اس میں شبہ نہیں کہ جناب ولایت مآب ایسے صاحب نفوس قدسیہ کے لئے دن رات سب مساوی ہیں مگر حضرت مستدل اس ہیئت سے دن کو نکلنے کی کوئی روایت نقل کرتے تو زیادہ عجیب ہوتی۔

(۲) یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ روٹی بانٹنے والے جناب امیر ہی تھے۔ کیا آپ ہی لوگوں سے فرمایا کرتے تھے ۲۷  
(۳) گلی کوچوں میں تلاش کر کے جو آپ روٹیاں تقسیم فرمایا کرتے تھے ظاہر ہے کہ ان ہی لوگوں کو دیتے ہونگے جو رات کو گلیوں میں بغرض سوال گشت کیا کرتے ہیں اور شب میں یہ بھی متعین نہیں ہو سکتا کہ کس نے دیا۔ سڑکوں پر سینکڑوں آدمی پھر کرتے ہیں یہ کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ ایک ہی شخص روزانہ دیا کرتا ہے خصوصاً وہ آدمی جو اپنے کو ظاہر کرنا نہیں چاہے اس کی تعین تو ہو ہی نہیں سکتی پھر ان پاپیوں کو بعد وفات شریعت یہ کیسے معلوم ہوا کہ ایک ہی شخص دیا کرتا تھا۔ جو وہ کہنے لگے کہ چند روز سے نہ معلوم میری خیر لینے والا کہاں ہے بایں ہمہ سیرۃ الفاروق سے چند روایات نقل کرتا ہوں۔ انصاف کی عینک لگا کر اور آنکھوں سے تعصب و عناد کا پردہ ہٹا کر حضرت شیخین خصوصاً سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کی شفقت و رحمہ علیہ اور خلق اللہ کی خدمتگذارى ملاحظہ فرمائیے جن پر دشمنان دین تشدد و سختی کا الزام و ظلم و تعدی کا اتہام لگاتے ہیں۔ ۱۹  
میں ازالتہ الخفا سے منقول ہے "ان کی خلق اللہ کی خدمت اور خبر گیری کرنے کی بعض مثالیں انتہائی مثالیں ہیں جس سے بڑھ کر کوئی خدمت خیال میں نہیں آ سکتی۔ ایک اندھیری رات کو وہ گھر سے نکلے اور طلحہ رضہ کہیں جاتے دیکھ کر ان کے پیچھے بولیا۔ ایک گھر میں داخل ہوئے تھوڑی دیر کے بعد نکلے اور ایک دوسرے

گھر کے اندر چلے گئے صبح کے وقت طلحہ رن اسی گھر کی طرف گیا مگر گھر میں ایک بڑھیا اندھی اور اپنا بیچ عورت  
 تھی اس سے پوچھنے لگے۔ کہ رات کو ایک شخص تیرے پاس کیوں آیا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ اس نے  
 اتنی مدت سے مجھ سے عہد کیا ہوا ہے کہ اپنی معذوری کے سبب سے جو کام اپنا میں نہیں کر سکتی وہ کر دے  
 کوڑا اور نجاست گھر سے اٹھا دے طلحہ یہ سنکر خاموش چلا آیا اور اپنی نفیث پر نادم ہوا، اسی کے بعد ۱۶۸  
 میں ائلس آف خلافت سے منقول ہے، اسی طرح پر خلق اللہ کی خدمت اور خبر گیری کرنا انکی اپنی خلافت  
 کے زمانہ سے مخصوص نہ تھا۔ پہلے ہی اس قسم کی نیکی کے کام وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ  
 میں وہ ایک رات اندھی بیوہ عورت کی اسی قسم کی خبر گیری کو گئے تو حضرت ابوبکرؓ کو وہاں پایا۔ سالِ رماہ میں  
 حضرت عمر رضی اللہ کی حالت صاحب سیرۃ الفاروقؓ لکھتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول ہو گیا۔ کہ  
 دن اور رات گھر گھر اور کوچہ کوچہ اور اعراب کی جماعتوں میں غلہ اور کھانا تقسیم کرتے ہوئے پھرتے۔ اور اپنی ان  
 تکلیفوں کو راحت سمجھتے، بے شمار واقعات ان کی خدا ترسی مخلوق کی محبت اور ہمدردی رعایا کی خبر گیری اور  
 غم خواری اور اپنے فرائض کو ایک ایسے عجیب و غریب طریقہ میں ادا کرنے کے بیان کئے گئے ہیں اور کتب  
 سیر و ترازخ کے بہت سے صفحوں کا دھچپ مصنفوں ہیں مگر ہم ایک دور وانیوں پر اکتفا کریں گے، غالباً انہی  
 دنوں میں رات کو پھرتے ہوئے ایک گھر میں پہنچے جہاں سے بچوں کے رونے کی آواز آرہی تھی دیکھا کہ ایک  
 عورت چولے پر بیٹھا رکھے ہوئے بیٹھی اس کے نیچے آگ جلا رہی ہے اور بچے اسکے گرد در رہے ہیں۔  
 حضرت عمرؓ نے دروازہ کے قریب ہو کر پوچھا کہ یہ بچے کیوں روتے ہیں اس نے جواب دیا بھوک سے تو  
 کہنے لگے کہ یہ بیٹا آگ پر کیسی رکھی ہوئی ہے اس نے کہا کہ بچوں کے بہلانے کے واسطے اس میں پانی ڈال چھوڑا  
 ہے کہ اس کو دیکھتے دیکھتے سو جائیگا یہ سنکر حضرت عمرؓ کے آنسو نکل آئے اور روتے ہوئے بیٹھ گئے،  
 پھر اٹھ کر بیت المال کی طرف بھاگے اور ایک بورے کو اس میں آٹا اور گھی اور چربی خشک کھجوریں اور کچھ  
 کپڑے اور دیرم ڈال کر بھر لیا اور اسلم اپنے غلام کو کہا کہ یہ مجھے اٹھوا دے اسلم نے کہا یا امیر المؤمنین میں جو  
 ساتھ ہوں فرمایا میں ہی اٹھاؤں گا۔ اسلم نے وہ بوجھ اٹھوا دیا۔ اور اس کو لیکر اس عورت کے گھر پہنچے خود ہی  
 اسکی بیٹی میں کھانا چڑھایا۔ اور بیٹے کو آگ جلا کر پکایا، اسلم کہتا ہے کہ آگ کو بھونکنے میں ان کی ریش دراز سے  
 دھواں نکل رہا تھا۔ جب کھانا پک گیا تو ان بچوں کو کھلا کر اور باقی غلہ وغیرہ ان کو دیکر وہاں سے چلے آئے ابویہ

۱۷ اس سال بہت سخت قحط پڑا تھا۔ ۱۲۸ھ اس لفظ کو دیکھو اور خباب امیر کے شب کی تقسیم سے مقابلہ کرو ۱۲۷ھ غفرلہ  
 ۱۸ شاید ہی روایت کی متعرض نے بحث حلم ترضی میں پہلے نقل ہماری جنہو دیکھو کہ از اہل الخلفاء تبصرون و ملوکہم الدنیا ۱۲ حاشیہ فیہ اللہ

کہا کرتے تھے کہ فاروق کی قبر پر خدا کی رحمت نازل ہو کر سالِ رمادہ میں میں نے ان کو دیکھا کہ ایک چرمی قبیلہ طعام سے بھرا ہوا اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے جا رہے ہیں۔ ہاتھ میں ایک برتن ہے جس میں زیتون ہے۔ اسلم بھی اٹھانے میں ان کے ساتھ شریک ہے میں بھی ان کے ساتھ ہوا لیکن تھا۔ یہاں تک کہ ہم چشمہ ضرار پر پہنچے میں نے دیکھا کہ بنی حارث کے بیس خانہ بدوش وہاں اترے ہیں۔ ان کے آنے کا سبب پوچھا انہوں نے اپنی بھوک اور محتاجی بیان کی اس وقت بوجھ کو اتار کر زمین پر رکھا اور ان کے واسطے روٹی پکانے میں مصروف ہو گئے اور پکا کر کھلا دی۔ اور لباس اور طعام کے کچھ اونٹ منگو کر ان میں تقسیم کر دئے، انتہی

ان واقعات سے واقف ہونے کے بعد بھی اگر کسی کو باطن کو الٹا نظر آئے تو اس غربت اسلام کے زمانہ میں بجز اس کے کہ واعرض عن الجاہلین پر عملدرآمد کیا جائے اور کوئی جواب نہیں

**قولہ** روایت صحیح میں ہے کہ حضرت علی نے اپنی نصف حسان اپنے شیعوں کو بخشے ہیں کہ بقیہ

اس روایت کو ہم نے قصدِ اشیعوں کی کتابوں سے لیا ہے کیونکہ سنیوں کی کتابوں میں اس کا نشان نہیں ہے اور وہ اس نعمت سے محروم ہیں، **اقول** آخر نصف کیوں رکھ چھوڑی شاید اپنا فکری استمردینِ شیعہ کا ترمذ مانع

ہوا ہو۔ بہر کیفیت شیعوں کو تو مزہ ہے حضرت علی نے نصف نیکی دیدی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

شیعوں کے تمامی گناہ اپنے سر لے لئے کما صوح بہ المجلسی فی حق الیقین اور بروایت مجالس المؤمنین

شوستری حضرت علی اپنے تمام شیعیان پاک کو بخش دینگے چنانچہ صاحبِ منتهی الکلام علیہ الرحمۃ اس روایت کا

خلاصہ نقل کرتے ہیں: صفوان بن مہران حضرت صادق عرض کر دے کہ تو میفرمائی کہ شیعہ دوزخ و دوزخ داخل

نشدند و در طائفہ شیعہ طوائف اند کہ گناہانِ کبیرہ و فواحشِ قلیحہ از لیشاں سر نیزند، ام ابیہا ثامی نوشتند

و در متبع زندگانی میکوشند فرمود ہمہ در جنت خوانند رفت برائے عفو جراحم ایشاں ابتلا بہ ہماری و تقاضائے

دین و امتحانِ ہنہما بہامہ موزی و زنج بد کافی است و اگر احدے ازیں امور نجات کلی یافتہ صعوبتِ نزع برائے

رفعِ ذنوب او دوائے شافی است راوی گفت کہ ایں ہمہ سرور و ابتہاج است و لیکن رد مظالم را چہ علاج

امام فرمود کہ حسابِ تمامی خلق آخر بدست حضرت علی مرتضیٰ است و کفایتِ ہم مذکور بر ذمہ ماست و حضرت امام

رضا در خطاب ذکر فرمود کہ از شیعہ مرتضوی کا تبین چو ابد اعمال قلم برداشتہ اند و در ثبتِ ذنوب ایشاں از بارگاہِ

آفریدہ کا جہان پروانگی نہ یافتہ انتہی؟

۱۰ حضرت امام نے بڑے پتہ کی بات کہی آخر متعہ کی آڑ میں کیا کچھ نہیں ہوتا ہوگا۔ مگر غریب مرد دل ہی دل میں خون جگر کھاتا

ہے اور مذہب کو کیا کہے - ۱۲ منہ

اور شیعوں کو عذاب ہو تو کیسے ہو۔ خدا نعالے تو انہیں عذاب دینے سے شرماتا ہے افسوس مگر نہیں خدا سے کچھ شرم نہیں آتی۔ حق الیقین میں ہے والیفنا (یعنی کلینی) بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ بدیشیکہ خدا البتہ شرم میکند از انکہ عذاب کند امتی را کہ اعتقاد کند بامامی کہ از جانب خدا باشد ہر چند در اعمال خود بد کردار و ستم کار باشند، انتہی مختصراً۔ مائل منصف کو ان روایات کے بعد ایسے اعتقاد رکھنے والوں کی یودیت میں کیا تردد ہو سکتا ہے حسب طرح علما نے یہود و نصاریٰ کے تفصیل عوام کے واسطے عجیب و غریب کہانیاں گھڑ رکھی تھیں یہی حال شیعوں کا ہے۔ نصاریٰ کہتے تھے کہ جنت میں نصاریٰ ہی جائینگے۔ یہودی کہتے تھے کہ ہمیں فقط یہودی جائینگے نصاریٰ نے کہا کہ نصاریوں کے تمام گناہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے سر لیکر سولی چڑھے۔ یہودیوں نے یہ دامن پھیلایا کہ ہمارے ہی لئے جنت طیار ہے، کھڑے جنت میں چلے جائینگے اگر کسی کو عذاب ہو تو بیس سات دن یا چالیس دن باختلاف اقوال ہم غرض اسی قسم کے خرافات یہود و نصاریٰ نے جہلا کے پھینانے اور بے عقلوں کا دل خوش کر کے دنیا کمانے کے لئے مشہور کر رکھے تھے جن کے رد میں حق سبحانہ نے آیات کثیرہ نازل فرمائی ہیں کہیں فرمایا و غرہم فی دینہم ما کانوا یفترون یعنی ان کے پہلوں کی انتر اپر داڑیوں نے ان کو بین میں دھوکہ دے رکھا ہے، کہیں ارشاد ہوا ان الکافرون الا فی غر و کافر دھوکے میں پڑے ہیں کسی جگہ فرمایا گیا وقالوا لن نقدر علی النار الا ایاماً معدودہ قل اتخذتم عند اللہ عهداً فلن یخلف اللہ عندہ امر تقولون علی اللہ ما لا تعلمون ہ بلی من کسب سیئئۃ و احاطت بہ خطیئۃ فاولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون والذین امنوا و عملوا الصالحات اولئک اصحاب الجنۃ ہم فیہا خالدون ان آیات شریفہ میں حق سبحانہ یہودیوں کے بہیودہ نفوات کی تردید کے بعد فرماتا ہے کہ خبیثی وہ لوگ ہیں جو اچھے کام کریں اور ایمان والے ہوں مگر ابن سبا کے چیلے اس کے بھی گرو نکلتے (۱) یہودیوں نے تو یہ کہ رکھا تھا کہ اگر جہنم میں جاؤ گے تو بہت سے بہت سات دن یا چالیس دن اسکے بعد چھوٹ جاؤ گے، اور شیعوں نے سرے سے ان کی جان بخشی کر دی۔ (۲) یہودیوں نے تو عذاب و ثواب کا اختیار خدا ہی کے لئے مسلم رکھا تھا۔ اور ابن سبا یوں نے اس سے بھی خدا کو مجبور و بے کار کر دیا (۳) یہودی کہتے تھے کہ ہمارے انبیاء علیہم السلام خدا سے سفارش کر کے ہمیں یقیناً چھڑائینگے اور ان کے چلیوں نے سفارش کا بھی جھگڑا نہیں رکھا

۱۔ سبحان اللہ نصاریٰ نے اپنے گناہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سر ڈالے اور شیعوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر خوب زہے قسمت اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالکر دونوں فرتے سستے چھوٹے ازیں چہ بہتر ۱۲



جناب امیر کو یکدم خنکار کل بنا دیا جو چاہیں کریں پھر وہ اپنے شیعیان پاک کو کیوں جہنم میں ڈالنے لگے۔ معاذ اللہ  
خدا نے جو اپنے کو مالک یوم الدین فرمایا اس سے غلطی ہوئی ملک یوم الدین تو حضرت علی کی صفت  
ہوتی چاہیے کثرت کلمۃ تخرج من اقوالہم ان یقولون الا کذباً

اور ان کفریات سے شیعوں کا مقصود یہی ہے کہ جملہ عوام الناس کو اپنے دام میں لائیں اور دو روزہ  
عیش و عشرت سے متمتع ہونے کے بعد اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں اور اس جرأت کے ساتھ صاحب  
ظلمت کفر کی کیفیت نویسی اور غضب کی ہے معلوم نہیں جب حضرت امیر خود خنکار کل ہونگے پھر اپنی نیکی  
دینے کی انہیں کیا ضرورت پڑتی تھی، اور پھر وہی تو آدمی کیوں دی۔ آدمی کا ہے کورکھ چھوڑی شاید یہ ڈر ہو کہ اگر  
خلفائے ثلاثہ خدا کی مدد کو کھڑے ہو گئے تو پھر مصیبت آپڑیگی، اپنا چھکارا شکل ہوگا۔ احتیاطاً آدمی رکھ چھوڑو،  
داشته آید بکار اعادنا اللہ من مخترعات الزنادقہ و شتتہ علی الشریعۃ الحقہ الصادقہ  
بجاء سیدنا محمد و صحبہ و آلہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم و علیہم قدر حسنہ و جمالہ  
امین، ہاں یہ نہ معلوم ہوا کہ خود حضرت علی کا حساب و کتاب کون لیگا۔ مگر غالباً آپ کی چوٹی خدا ہی کے ماتھے ہوگی  
ورنہ دنیا میں آپ کو اتنی محنت و مشقت اٹھا کر اعمال صالحہ کرنے و محرمات سے بچنے کی کیا ضرورت تھی اور فائدہ کشی  
اور جو کی روٹی کھانے کی کیا حاجت فائز وایا اولے الا بصار یحیی الا اعتبار اور حق تو یہ ہے کہ شیعوں  
کو قرآن مجید سے اتنی اجنبیت ہے کہ ان کے نزدیک اپنے خرافات کے مقابلہ میں آیات قرآنی کی بھی کوئی اہمیت  
نہیں ہے دیکھو ارشاد خداوندی ہے و قال الذین کفروا للذین آمنوا اتبعوا سبیلنا و لنحمل خطیئکم  
وما ہم بحاملین من خطیئکم من شئ انہم لکذوب و لیحملن الثقالہم و الثقالہ مع الثقالہم  
ولیسئلن یوم القیمۃ عما کانوا یفترون رہنپ عنکبوت) اور کافر ایمان والوں سے کہتے ہیں ہماری راہ  
چلو اور بے شک ہم تمہارے گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے حال یہ کہ وہ (ہودی) ان کا بوجھ کچھ بھی ہلکا کرنے والے  
نہیں ہیں بے شک وہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں بلکہ ان کو البتہ اپنے بوجھ کے ساتھ ان کا بوجھ بھی  
اٹھانا ہے اور قیامت میں ان سے اپنی آخر پر دازی کی پشش رجدا ہوگی

۱۔ چنانچہ علمائے شیعہ یہ کہنے سے بھی نہیں چو کہ صاحب منتهی الکلام لکھتے ہیں و اول دلیل بریں امور روایات متفقہ امامیہ  
است کہ صاحب لامع انوار التمجید سر اشارہ ہاں کر دہ کہ مراد از ملک یوم الدین حضرت امیر المؤمنین است انتی جبکہ خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ میں  
اللہ سے جناب امیر مراد ہیں اور رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین، ان کی مفت۔ یا محقر یوں کہو کہ  
جو کچھ ہے جناب امیر کی فدائی ہے نعوذ باللہ من نفوات الزنادقہ ۱۲ منہ غفر اللہ

شیعوں کو اگر ان آیات کیمیہ پر ایمان ہو تو ان کو کذب و افترا سے بچنا اور ان کے مفتریات کے سمجھنے سے جتنے لوگ گمراہ ہونگے، اس کے وبال سے ڈرنا چاہیئے۔

**قولہ سب سے بڑھکر احسان آپ کا آپ کے فرزند دیندہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر**  
 آپ کا راضی برضام رہنا ہے منقول ہے کہ جب محضر قتل حضرت امام حسین علیہ السلام آپ کے سامنے رکھا گیا تو اولاً آپ بوجہ درد فرزند سی ساکت رہے مگر جب یہ کہا گیا کہ اصلاً اس کا نجات امتنان عاصی ہے تو فوراً آپ نے رضینا بقضاء کر دیا و دستخط کر دیا و حوالہ القلاء **اقول** حضرت امامیہ کی روایتیں قصہ گل بکاولی و الف لیلہ و بوستان خیال سے کم نہیں ہیں ذرا ان کی روایات کو حق الیقین حیات القلوب وغیرہ تصنیفات مجلسی میں دیکھئے عجیب و غریب کہانیاں نظر آئیں گی۔ مغلہ ان کے محضر نامہ کا قصہ ہے سبحان اللہ محضر نامہ و قتل جناب حسین معلوم نہیں حق سبحانہ کو جناب امیر سے دستخط کرانے کی کیا ضرورت پیش آئی، کیا زبانی اقرار کافی نہ تھا کیا بر بنائے تقیہ اپنے قول سے پھر جانے کا احتمال تھا۔ اور جب بروایت محال متنبی امام رضا رضی اللہ عنہ و عن آباء الکرام و اولادہ العظام سے ثابت ہو چکا ہے کما حقہ کہ فرشتے کا تبین شیعوں کے گناہ نہیں لکھتے، ان کا کیا کرایا گوزشتہ کی طرح فوراً ہوا ہو جاتا ہے پھر وہ عاصی کہاں رہے اور مواخذہ کا کہاں خوف پھر قتل امام مظلوم رضی اللہ عنہ کی خبر سنا کر بیفائدہ آپ کو تکلیف دی گئی۔ بلکہ جب حسب روایات سابقہ مجالس المؤمنین قیامت میں تمامی اختیارات جناب امیر کے ہاتھ میں ہونگے اور آپ آنکھ بند کئے اپنے شیعیان پاک کو داخل جنت کئے چلے جائینگے تو پھر آپ کے پارے تخت جگر پر مغفرت شیعیان پاک کی غرض سے کیوں اتنا بڑا ظلم کیا گیا جبکہ صدر سے آج تک محبان البیت کا کلیجہ پھٹا جاتا ہے، غرض حضرات شیعہ ان ہی مختصرات ملاحظہ و زلیات سے اثبات فضیلت مرقضوی کا دم بھرتے ہیں جو عاقل کے نزدیک عین اثبات منقصت ہے۔ کیونکہ کسی چیز کو دلائل واقعہ سے ثابت نہ کر سکتا اس کے لطلان کی دلیل قوی ہے کما لا یخفى

## خیر خواہی افضل الصیقات خیر الناس بعد النبیین کریم اللہ وجہ و وضعہ

قولہ است نبی کی خیر خواہی تو درکنار نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسی بد چستی اور حق تلفی کہ مدت العمر اس معصومہ نے آپ سے بات نہ کی **اقول** بات نہ کرنے کے معنی ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ در باب فدک بعد ظہور بطلان دعوئے پھر آپ نے کبھی گفتگو نہ فرمائی (۲) اللہ تعالیٰ نے ان کو صاحب عصمت

وغت بنایا تھا پھر وہ بلا ضرورت داعیہ غیر مجرموں سے کیوں کلام کیا کرتیں اول مرتبہ تو ضرورت تھی کہ آپ اپنے خیال میں اپنے کو وارث سمجھتی تھیں اس لئے میراث کا دعویٰ کیا۔ اور گفتگو کی نوبت آئی، اور جب دلائل یقینیہ سے آپ کو یقین ہو گیا کہ میرا خیال غلط تھا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مال میں بیشک وراثت نہیں ہوتی تو پھر آپ کبھی خدمت صدیقی میں نہ تشریف لے گئیں اور نہ کلام کا موقع ملا پھر ایسی سیدھی سادھی بات جس کو ہر ایک شریف آدمی بحال آسانی سمجھ سکتا ہے کھینچ تان کر خواہ مخواہ کی عداوت و بغض و عناد پر محمول کر لینا شریفانہ حمیت سے بعید ہے (۱۲) یہ اعتراض تو اس پر مبنی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائداد میں وراثت جاری ہوتی ہے باوجود اسکے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ و دیگر وزراء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیا پس معترض کو پہلے یہ لازم تھا۔ کہ اصل مبنی اعتراض کو مرد میدان شکر ثابت کر دکھاتا و لہ فیعلوا و لن یفعلوا و لو کان بعضہم لبعض ظہیراً اب ہم ایک روایت مفینۃ النجاۃ علی رضا شیرازی سے نقل کرتے ہیں۔ اس کو بغور دیکھو۔ دیگر روایت کردہ از ابن ابی اونی کہ گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم در روز مواخاۃ گفت بعلی انت اخ و دارائی ۳۳ آن گاہ امیر المومنین علی گفت یا رسول اللہ چہ خبر است آنچہ از تو میراث ہے بر من آنحضرت فرمود ما وراثت الا انبیاء قبلک یعنی آنچہ میراث بردہ شد از انبیاء سابق۔ پس علی گفت چہ خبر بود میراث انبیاء آنحضرت گفت کتاب اللہ و سنت بنی ہاشم چون معنی وراثت اس کہ باوجود او میراث با دیگرے نئے رسد پس ہر گاہ وراثت کتاب و سنت آنحضرت باشد باوجود او دیگرے نخواہد رسید اس روایت سے بحال و ضوح ثابت ہو گیا۔ کہ میراث انبیاء علیہم السلام بجز کتاب و سنت کے اور کوئی چیز نہیں۔ اوسکے بھی وراثت جناب امیر ٹھہرے تو حضرت سیدہ کو کسی طرح کا حق وراثت حاصل نہ ہوا۔ اور شیرازی کے استدلال سے صحت روایت کا شبہ بھی جا یا رہا۔

نیز حضرت علی کی وراثت نے ثابت کر دیا کہ وراثت انبیاء کے لئے تعلق نسب کی بھی ضرورت نہیں ہے اور نہ وہ علی فرائض اللہ ہوتی ہے بلکہ مختص بر جنتہ من لثاء، اپنے پرانے حبلی قسمت لڑ جائے، (رحم) اگر حضرت سیدہ نے فدک کی نسبت سبب کا دعویٰ کیا تھا تو اولاً یہ ثابت کرنا تھا کہ از وقت سبب زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بلا شرکت البیہ حضرت سیدہ اوس پر فال بضع اور نہ صرف نہیں (۱۳) سب سے پہلے تو یہ متعین کیجئے کہ فدک کو نسب چہ تھی۔ مدینہ کے کسی باغ کا نام تھا یا کوئی گاؤں تھا جس میں زراعت وغیرہ

ہوتی تھی یا سمرقند و بخارا کے ایسا کوئی بڑا شہر تھا۔ یا کسی ملک یا صوبہ کو فدک کہا کرتے تھے۔ پس جب کلینی اور مجالس شوشتری وغیرہ کی روایتیں یقیناً فدک میں اس قدر مختلف اور متضاد ہیں۔ اور بروایات شیعہ ششی مومومہ کی حقیقت ہی متعین نہیں ہوئی۔ کہا صرح یہ فی مفتی الکلام) تو غصب کا اہتمام غصب ہی غصب ہے۔ پہلے اپنی چیز کی خبر نہیں اور نہ اس کا یقین معلوم اس پر یہ شور و شغب۔ فی الحقیقت دعویٰ کی صداقت اسی سے ظاہر ہے کہ لایحظاً، اگر خلفائے ثلاثہ نے حقوق فاطمی کو غصب کیا تھا تو خباب مرقضوی نے کیوں بزمان خلافت اس ظالمانہ سنت کو بزنا اور اولاد فاطمی کے حوالہ نہ کیا۔ اور شے معصوب میں بدستور خلفائے ثلاثہ متصرف رہے پس یا خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو غصب و حق تلفی کے الزام سے مبرا سمجھو یا خباب مرقضوی کو بھی ظلم و آفات حق کا شریک، جناب امیر پر تو قطع رحم کا دوسرا الزام بھی عائد ہوتا ہے۔

اس الزام سے بچنے کے لئے علمائے شیعہ نے یہ بات گھڑی ہے کہ چونکہ اہل بیت پر ششی معصوبہ کو واپس لینا حرام ہے اس لئے جناب امیر نے اولاد فاطمی کے حوالہ نہ کیا۔ مگر عاقل کے نزدیک اسی کو عذر گناہ با تراز گناہ کہتے ہیں، سبحان اللہ اولاد فاطمی کو تو حرام چیز کے لینے سے بچایا۔ اور غایتہ مانی النبات جناب امیر کو بھی حرام چیز کے دینے سے بری فرمایا۔ مگر آپ کو متصرف فی الحرام رہنے دیا۔ ہر عقل و دانش باید گریست یا تو ایسی روایات گھڑنے والے دوست نادان ہیں۔ یا ازراہ مکائدین سبائی مزید استحکام اعتراض کے لئے دراصل دشمن و انا۔ حضرت صدیق پر بے وفائی سے یا نادان شیعوں کا دل خوش کر دینے کو صریحاً اعتراض کہا۔ اور جناب امیر پر داؤ پیچ سے اعتراض کو اور خوب سچتہ کر کے جمایا پھر ایسے سچ بچاؤ سے کیا حاصل۔ ناک حسب طرح چھوٹی ایک بات ہے۔

یہ بھی ایک غامض رمز ہے کہ جناب امیر نے اولاد فاطمی کو تو فدک بوجہ حرمت اخذ معصوب لینے نہ دیا اور خود خلافت معصوبہ کو سیر و شتم قبول فرمالیا۔ اور خلافت حاصل کرنے کے لئے حرام و حلال کا کچھ خیال نہ آیا۔ کیوں نہیں، بیٹھا تقدس سب کو مرغوب ہے، غرض خلافت معصوبہ کے لینے کا یہ تیسرا الزام ہوا۔

کیا خوب، حضرت صدیق پر غصب کا ایک ہی الزام تھا۔ اور جناب امیر پر اعتراضات کی بھرمار ہو گئی، کیا کیجئے چاہ کن را چاہ و پیش و کردہ خویش آید پیش اب اعتراضات کی تفصیل سنئے۔ حق فاطمی کو واپس نہ دینا اس پر خود متصرف رہنا۔ خلفائے ثلاثہ کی ظالمانہ سنت کو بزنا۔ خلافت معصوبہ کو قبول کرنا دیکھتے شیعوں کے ایک بہیودہ اور معاندانہ اعتراض سے کتنے مفاسد پیدا ہو گئے، ایسی عقل پر پھٹکار

اور نہ صراط النجاہ میں باقر مجلسی لکھتے ہیں از گناہان دعاوی و مضامات و مطالبات خود را نزد حکام

جو بردن پس جب حضرت صدیق خلافت نص قطعی امام برحق کو چھوڑ کر خود خلیفہ بن بیٹھے تو ان کا حاکم جو رہنا محقق ہو گیا پھر دنیا کے واسطے حضرت معصومہ نے ان کے یہاں دعوے پیش کر کے کیوں گناہ کا بار اپنے سر لیا۔ کیا یہ معصومہ کا کام ہے۔

نیز اسی کتاب میں ہے از گناہان آنست کہ غیور نباشد، وزن و ناموس خود را از نامحرمان بہنہاں ندارد، و پروا نکند از رفتن زنان و محرمان اور نزدیکان لگاں و حرمت زدن زناں با بیگانگان بدون ضرورت۔ پھر جناب امیر نے حضرت سیدہ کو دربار خلافت میں کیوں جانے دیا اور جناب سیدہ کیوں غیروں کے مجمع میں گئیں، اور کیوں ان سے کلام کیا۔ ضرورت کا غدر بھی یہود ہے کیونکہ حکام ہم کے یہاں دعوے پیش کرنا خود گناہ ہے کماہر کیا معصوم اور معصومہ کی عصمت اتنی ہی تھی کہ دنیا نے دنی کے لئے معاصی کی بھی کوئی پروا نہ ہو۔ نعوذ باللہ حالانکہ ارشاد خداوندی ہے لا تہککم اموالکم و اولادکم عن ذکر اللہ و من یفعل ذلک فاولئک ہم الخاسرون اس سے بڑھ کر خسارہ کیا ہوگا۔ کہ دین بھی برباد ہو دنیا بھی نہ ملی، نعوذ باللہ من خسران الدنیا و الآخرة۔

۳۵ یہ تو حضرت ابو الامامہ کی حالت تھی اب امہ مابعد کے تقدس کا حال سنئے علی رضا شیرازی نفعیۃ اللہ میں لکھتا ہے و چون غضب فدک بر عالمیان روشن بود لهذا از خلفائے بنی امیہ عمر بن عبدالعزیز و ابن عباس ابو العباس سفاح و مامون وغیرہما آزما باول و فاطمہ تسلیم کر دند اب کوئی ان دشمنان عقل سے پوچھے کہ شے مخصوب کو واپس لینا پھر حرام تھا تب وہ اس خسیس دنیا کے لئے بنی امیہ و بنی عباس کے کیوں ممنون احسان تھے (ح) جب مقابلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جبریل و ملائکہ مقربین جناب امیر و حضرت سیدہ نے وصیت خداوندی کو قبول فرمایا تھا کہ ہمارے حقوق غضب ہونگے اور خمس ضائع ہوگا تو ہم ضرور صبر کریں گے، پھر خلافت عہد کیوں دربار خلافت میں گئیں اور فدک طلب کیا۔ اور حضرت صدیق پر کیوں غضبناک ہوئیں پس اگر غضب کا اعتراض حضرت صدیق پر ہوگا۔ تو جناب امیر و حضرت سیدہ پر یہ عہد اور بے صبری و حرص و دنیا طلبی کا الزام ہوگا۔

اب امام موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی روایت سنئے حسب کولینی نے بسند معتبر نقل کیا ہے و جس کا ترجمہ باقر مجلسی حیات القلوب میں بایں الفاظ فرماتے ہیں: آنحضرت فرمود کہ از پدرم حضرت امام صادق علیہ السلام پرسیدم کہ آیا نہ جنین بود کہ حضرت امیر المؤمنین کا تب وصیت نامہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بود کہ حضرت برادر القاف نے کر دواوے نوشت و جبریل و ملائکہ مقربین گواہان بودند حضرت صادق علیہ السلام ساعتی ساکت شد و بعد از ان فرمود کہ جنین بود کہ گفتی و لیکن چوں وفات آنحضرت قریب شد جبرائیل از جانب خداوند جلیل نامہ

نوشته تمام کرده و مهر کرده آورد با ابنان خداوند عالمیان از ملائکہ مقربین پس جبرئیل گفت یا محمد اکرم کن کہ پیروں  
کنند آہنار کہ نزد تو نوازند بغیر صی تو علی ابن ابی طالب تا آنکہ نامہ آسمانی را از ما بگیرد صی تو گواہ گیری تو ما را  
با آنکہ نامہ را با پیچہ صی و او ضامن شود کہ عمل بنماید با پیچہ در آن نامہ بہت پس امر کرد حضرت رسول صلی اللہ  
علیہ وسلم کہ ہر کہ در آن خانہ بود پیروں کردند بغیر علی بن ابی طالب و فاطمہ در بیان پردہ نشسته بود پس جبرئیل  
گفت یا محمد پروردگار سلام میرساند ترا و میفرماید کہ این نامہ چیز نیست کہ در شب معراج وغیرہ آں را عہد کردہ  
بودم با تو و شرط کردہ بودم بر تو و گواہ شدہ بودم با آن بر تو و گواہ گرفتہ بودم بر تو ملائکہ خود را با آنکہ من کا فیم از برائے  
گواہ بودن اے محمد حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم چوں این سخن را از جبرئیل شنیدند ہڈائے بدن مبارکش  
از خوف لرزید و فرمود کہ اے جبرئیل پروردگار من سالم است از ہمہ نقصما و از دست ہمہ سلامت و بسوئے او  
بر میگردد ہمہ پنجتہ را راست گفتہ است پروردگار من و وفا بوعدہ خود نمودہ است بمن بدہ نامہ را پس جبرئیل علیہ السلام  
نامہ را بحضرت داد و امر کرد کہ بحضرت امیر المؤمنین نماید چوں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم با حضرت  
تسلیم کرد و فرمود کہ این نامہ را بخوان حضرت نامہ را حرف بحرف خواند تا با آخر نامہ رسید چوں تمام کرد حضرت رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ عہد پروردگار من است بسوئے من و شرطی است کہ بمن گرفتہ است و اما متئے است  
از نزد من و من برسانیدم آںرا و آنچه خیر خواہی است بعمل آرد و دادائے رسالتائے خدا نمودم حضرت امیر المؤمنین  
علیہ السلام فرمود کہ گواہی میدہم از برائے تو پدر و مادرم فدائے تو باد کہ تلخ رسالت کردی و خیر خواہی است نمودی و  
تصدیق مے نمایم ترا آنچه گفتی و گواہی میدہم از برائے تو گوش و چشم و گوشت و خون من پس جبرئیل گفت من نیز  
از برائے شما ہر دو آنچه گفتید از گواہی پس حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود با علی گرفتہ صبت مرا و  
دانستی آں را و ضامن از برائے خدا و از برائے من شدی کہ وفا کنی بہر عہدے کہ در آن نامہ نوشته است  
حضرت امیر المؤمنین صلوٰۃ اللہ علیہ فرمود کہ بلہ پدرم و مادرم فدائے تو باد بر من است امان آہنار خدا است  
کہ مرا یاری کند و توفیق دہد کہ با ناعمل نمایم پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود میخواہم کہ بر تو گواہ  
گیرم کہ چوں روز قیامت بنزد من آئی برائے من گواہی دہی کہ حجت تو تمام کردم حضرت امیر المؤمنین فرمود کہ  
جبرئیل و میکائیل با ملائکہ مقربین کہ حاضر اند میان من و تو گواہ اند حضرت امیر فرمود کہ گواہ شوید بین من و نیز انبیا  
را گواہ مے گیرم پدرم و مادرم فدائے تو باد پس حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ انبیا را گواہ گرفت و از حلالہ و بیگہ  
براں حضرت شرط گرفت با جبرئیل از جانب خداوند عالمیان آں بود کہ گفت کہ یا علی وفا کنی آنچه دین نامہ بہت  
از دوستی کسیکہ با خدا و رسول دوستی کند و دشمنی کسیکہ با خدا و رسول دشمنی کند و بیزاری نمودن از انبیا و براں کہ  
صبر کنی بر فرو خوردن خشم انبیا و بر رفتن حق تو و غضب کردن خمس تو و جناح کردن حرمت تو حضرت امیر

گفت بے یار رسول اللہ رالی قولہ، و در سبہ احوال صبر خواہم کرو امید اجرا پروردگار خواہم داشت تا آنکہ مظلوم  
 بنزد تو آیم پس حضرت رسول فاطمہ حسن و حسین صلوات اللہ علیہم اجمعین را طلبید و انبیا را اعلام کرد  
 مثل آنچہ حضرت امیر را اعلام کرده بود و انبیا نیز جواب گفتند مثل آنچہ حضرت امیر جواب گفت۔ پس  
 وصیت نامہ را حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سپردند چون حضرت امام موسی علیہ السلام سخن را تا با نجا رسانید  
 راوی پرسید کہ در ان وصیت نامہ چہ نوشتہ بود حضرت فرمود کہ سنتہائے خدا و سنتہائے رسول خدا صلے اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم راوی پرسید کہ آیا در ان نوشتہ بود کہ اس منافقان غضب خلافت امیر المؤمنین خواہند کرد،  
 حضرت فرمود از جمیع آنچہ کردند در ان نامہ نوشتہ بود مگر نشیدہ قول حق تعالی را انانحن یحی و نمیت نکلت  
 ما قدموا و انما رھم و کل شیئی احصینا لا فی امام مبین تینی مازندہ میگردد انیم مردگان را و یونسیم  
 آنچہ پیش فرستادہ اند و آنچہ بعد از انبیا بر اعمال انبیا مترتب میشود و ہمہ چیز را احصا کردیم و امام مبین یعنی  
 روح محفوظ با حضرت امیر المؤمنین پس حضرت فرمود کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باز حضرت امیر المؤمنین و  
 فاطمہ صلوات اللہ علیہا فرمود کہ آیا فہمیدہ اید آنچہ شما گفتہ ام و قبول کردید کہ با ناعمل نمایند گفتند بے قبول کردیم  
 چنانچہ حق قبول کردن است و صبر میکنیم بر آنچہ بر ما دشوار باشد و ما را تہتم آورد انتہی (منتہی الکلام)

اب حضرت شیعہ اس روایت کو دیکھیں اور جناب امیر المؤمنین وسیدۃ النساء العالمین کے صبر و ایفا  
 عہد کی داد دیں اس کے ساتھ اگر ان حضرات کے اون اضطراب، بے چینی، عہد فراموشی کی کیفیت غریبہ  
 ملاحظہ فرمائیں کہ جناب امیر حضرت سیدہ کو گدھے پر سوار کر کے تمامی مہاجرین و انصار کے گھر گھر طلب حقوق  
 کے لئے گئے (لکھا ذکرہ المجلسی) اور ان مواعید و مواعین کو بالکل فراموش کر بیٹھے، اور وصیت نامہ خداوندی  
 کو بالائے طاق رکھ دیا تو او بھی ایگت نتیجہ پیدا ہوتا ہے (۸) اب ایک روایت شرح نہج البلاغۃ ابن شہر آشوبی  
 کی جسکو علمائے شیعہ شیخ الموحیدین امام ربانی فرماتے ہیں اور جسکے خطبہ میں اس نے خدا تعالیٰ سے عہد کر رکھا  
 ہے کہ کسی کی خاطر سے حق سے کبھی تجاویز نہ کروں گا ہدایات الرشید مصنفہ علامہ الاوحد سیدی و مولائی مولانا  
 خلیل احمد انبیٹوی سلمہ اللہ و القباہ و اوصلہ غایتہ ماہنامہ سے نقل کرتا ہوں جسکے دیکھنے کے بعد اہل انصاف  
 شیعوں سے کامل امید ہے کہ وہ جناب صدیق کو تمامی مفتریات سے برا سمجھیں گے۔ اور معاذین کے بیوردہ اور  
 معاذنہ الزمات سے بری۔

و روی انہ لما سمع کلامہا حمد اللہ و انشی علیہ و صلی علی رسولہ ثم قال یا خیر لا النسا  
 و اذینہ خیر لا نبیا و اللہ ما عددت رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا علمت الا  
 بامرہ وان الیراید لا یکذب اھلہ قد قلت فابلخت و اغلظت فابھرت فغفر اللہ

لنا و لك اما بعد فقد دعت الة رسول الله و دابة و فد الى على و اماما سوى ذلك  
فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انا معاشي و الانبياء لا نورث ذهبا  
ولا فضة ولا ارضا ولا عفار و لا دارا و لكننا نورث الايمان و الحكمت في العلم و السنة  
و قد علمت بما اوتيتي و نصحت فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد وهبا لي  
قال فمن يشهد بذلك فجاء على بن ابى طالب و امير المؤمنين فشهد الله بذلك فجاء عمر بن  
الخطاب و عبد الرحمن بن عوف فشهد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لقيتمهما  
فقال ابو بكر صدقت يا ابنة رسول الله و صدق على و صدقت امير المؤمنين و صدق  
عمر و صدق عبد الرحمن و ذلك ان لك ما لا يبيل كان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
ياخذ من قد لك توكلتم و لقيتم الباقي و يحيل منه في سبيل الله و لك على ان اذنع  
بها كما كان يصنع فرضت بذلك و اخذت العهد عليه به فكان ياخذ علمها فيدفع  
اليهم منها ما كيفهم ثم فعلت الخلفاء بعد ذلك الى ان ولي معاوية فاقطع  
مروان قلها بعد الحسن ثم خلصت لله في خلافته و قد اولمها و اولادها الى ان انتهت  
الى عمرو بن عبد العزيز فردها في خلافته على اولاد فاطمة قالت الشيعة فكانت اول  
ظلامت ردوها و قالت اهل السنة بل استنحاصها في ملكه ثم وهبا اليهم ثم اخذت  
منهم بعد ذلك الى ان انقضت دولة بني امية فردها عليهم ابو العباس السفاح ثم  
قبضها المنصور فردها ابنة المهدي ثم قبضها و لاداه موسى و هارون فلم ينزل في  
ايدى بني العباس الى زمن المامون فردها اليهم و لقيت الى عهد المتوكل فاقطعها  
عبد الله بن عمر البازيار و روى انه كان فيها احدى عشي فخله غرسها رسول الله صلى  
الله عليه وسلم بيده فكانت بنو فاطمة يهدون ثمرها الى الحاج فيصلونهم عن ذلك  
بمال جليل فبعث البازيار رجلا فضى معها و اعاد الى البصري ففالج و في هذا القصه خبط  
كثير بين الشيعة و مخالفهم و لكل من الفريقين كلام طويل و لارجع الى المتن انتم الى فاضل  
بحراني نے سارے جھگڑے طے کر دئے

۳۸

لے سبحان اللہ تعریف الہیت بھی کچھ شیعوں ہی کا کام ہے حق سبحانہ تو وہی ہے و لا تمنن تکثر یعنی زیادہ لینے کی غرض سے کسی کے ساتھ  
احسان مت کرو اور شیعہ کہیں کہ حضرات الہیت جھیک مانگنے والوں کے طریق پر فدا کے کچھ پیش کیا کریں جس میں حاجیوں سے کچھ



(۱) یہ حدیث کہ انبیاء علیہم السلام کے احوال میں وراثت نہیں جاری ہوتی مسلمہ حضرت شیعہ ہے ،  
 (۲) جسوقت حضرت سیدہ کو اپنے دعوے کی غلطی معلوم ہوگئی اور حضرت صدیق نے سبت ہی خوش اسلوبی  
 سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز عمل بیان کر دیا اور یہ فرمایا کہ میں بھی ویسا ہی کروں گا۔ جس طرح  
 حضور اقدس کرتے رہے تو حضرت سیدہ اس پر راضی ہو گئیں پھر ناراضی اور غفلت کے کیا معنی (۳) حضرت  
 صدیق خباب سیدہ کو اسکی آمدنی سے بقدر ضرورت دیا کرتے تھے اور وہ قبول فرمالتی تھیں۔ پھر غضب کیسا ،  
 (۴) برابر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بدستور سابق ویسا ہی کرتے رہے بقول بھرائی اگر خلافت ہوا تو خلافت  
 راشدہ کے بعد خاتم الخلفاء الراشدین سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تک برابر سنت صدیقی بلکہ سنت مصطفوی  
 پر عملدرآمد ہوتا رہا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بصورت دیگر اعتراضات معروضہ سالیقہ سے خباب امیر کے  
 ساتھ امام حسن بھی نہیں بچ سکتے عرض اس مانتھ دے اس مانتھ لے کی تصویر پوری پوری کچھ آئی شعوں نے  
 براہ عناد جناب شیخین کو ملزم ٹھہرایا۔ مگر قسمت کہ وہی اعتراضات بمزید اضافہ امام اول و ثانی پر لوٹ آئے  
 لیجئے دو اس طرف دو اس طرف اب حضرت شیعہ فرما دیں دو دو کے ہوتے ہیں۔ بیشک بلا اس کے اربعہ  
 متناسبہ کا قاعدہ درست نہیں ہو سکتا (۵) شیعوں کی روایات سے تو آپ واقف ہو گئے اب المہنت  
 کی دو ایک روایتیں بھی طالب حق کے مزید اطمینان کے لئے لکھی جاتی ہیں فی الصواعق المحترقہ وعن اخیر  
 الباقر انه قيل له اظلمكم الشيعة من حقلكم شديدا فقال لا ونزل الفرقان على عبيد ليكون  
 للعالمين نذيرا ما ظلمنا من حقنا ما نزل حبة خردلة واخرج الدارقطني انه سئل ما كان  
 يعمل علي في سهم ذوى القربى قال عمل فيه جماعا به ابوكم وعمر وکان كيكرا انت  
 يحيا الفها اذ تهي اب ان فوائد شریفہ کو جو محمد و نجین پاک ہیں دیانت کے ساتھ خدا سے ڈر کر ملاحظہ فرمائیے  
 اور بغض صدیق با صفا و رفیق با وفا حضرت سید الانبیاء علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہو جائیے ورنہ پھر  
 اپنے ایمان کی خیر منائیے و ما علینا الا البلاغ مرنے کے وقت ساری لہن ترانیاں بھول جائیگی اور آخر یہ ہودہ  
 سرابیں حطب جنیم بنائیں گی ذرہ اس کو تو خیال کرو کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارجمہ امتی بامتی  
 ابو کبیر ارشاد فرما دیں اوجہ سجاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں کو رجماء مینہ خیمہ کے معسر  
 خطاب سے مشرف کریں پھر اہل ایمان کے آگے خدا و رسول کی ساری فیکٹ سے بڑھ کر اور کسی ساری فیکٹ  
 پیش کی جاسکتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے شہر

آں کس کہ از و بخبر و قرآن نہ ہی  
 این است جوابش کہ جوابش نہ ہی

## خیر خواہی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قوله دنیا میں ہمدردی آپ کی تو کبھی سنی نہیں گئی۔ بلکہ ہمیشہ آپ کی سنگدلی اور دشمنی پر فخر کیا جاتا ہے۔ **اقول** صدق اللہ سبحانہ لا تعی الا بصار ولكن تعی القلوب التي فی الصدور ومن لم یجعل الله نوراً فماله من نور یجلا اندھ کو شعل سے کیا سو مجھے حضرات شیعہ بغض و عناد اصحاب حضرت خیر العباد علیہ وسلم السلام والصلوة کی شامت سے صم بکم عی فہم لا یعقلون کے مصداق ہو رہے ہیں ان کو بجز عیب کے کچھ نظر نہیں آتا۔

چشم بد اندیش کہ پر کندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

با وجود یکسیرۃ الفاروق حضرت مقرض کے پیش نظر ہی ہے اور اس میں سیدنا فاروق کے اوصاف جمیلہ و کمالات جلیلہ بروایات معتبرہ و اقوال انگریز مورخین وغیرہ بکثرت مرقوم ہیں۔ مگر آپ کو بجز ہتھان و انتراکے کچھ حاصل نہ ہوا، اس کا غلط حوالہ دیکر عوام کو دھوکہ دیتے رہے بیشک کل مبدی لما خلق لہ شجر تہید نشان قیمت راجہ ہود از سر کابل کہ خضر از آپ حیوان نشہ می آرد سکندرا

ممن غفریب چند روایات سیرۃ الفاروق سے نقل کر آئے ہیں اطمینان طالب حق کے لئے وہی کافی ہیں، یا اس سہمہ ایک روایت تاریخ الخلفاء سیوطی سے لکھنا ہوں قال رجل لعلی بن ابی طالب تسمیہک تقول فی الخطبۃ اللہم اصلحنا بما اصلحت بہ الخلفاء المرشدین المہدیین فمن ہم فآخر و رقت عینا فقال ہما جیدایا ای ابو جبر و عمر اماما المہدی و شیخا الا سلام و رجلا قریش و المقتدی بہما جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اقتدی بہما عصم و من اتبع آثارہما ہدی الصراط المستقیم و من تمسک بہما فہو من حزب اللہ، افسوس جس شخص کی تعریف جناب امیر بربر منبر رور کو اپنے زمانہ خلافت میں فرمائی اور اسکی صلاحیت اپنے لئے خدا سے چاہیں اس کے یہ مجبان البتہ اس قسم کے خرافات بکلیں۔ شاید جناب امیر کا گریہ بھی محرم کے اجرتی نوچہ گروں کا رونا سمجھ لیا ہے، نعوذ باللہ من ذلک۔

## خیر خواہی فضل الختین سیدنا عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ

قوله حضرت عثمان کی توسوائے اسکے اور کوئی بات سنی نہیں گئی۔ کہ آپ نے اقران کا بہت پاس کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر معاویہ اور یزید کو ملک شام میں بڑی قوت حاصل ہوئی۔ لیکن نتیجہ اس کا ایسا بڑا



Printed at the Manohar Press, Sargodha by M Zahur Ahamad Bugwi, Editor and  
Printer and Published by him from the Office of "Shams-ul-Islam", Bhera.